COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK
PDFBOOKSFREE.PK
۱۰۸

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

نیا مکتبہ اقرأ

عنبر، ناگ، ماریا اور کیپٹن خلا میں

ہیبت ناک قلعہ

اے۔ حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت : ۷/۵۰ روپے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

بار اوّل : ۱۹۸۵
ناشر : نیا مکتبہ اقرا ۱۴-بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور ۸
طابع : ناصر دین پرنٹرز آبکاری روڈ، لاہور

پیارے دوستو!

عنبر ناگ ماریا اور کیٹی کے ساتھ اب اُن کا خلائی دوست تھیو سانگ بھی ان کے پراسرار خلائی سیاروں میں سنسنی خیز سفر میں ساتھ ساتھ ہے۔ اپنی زمین سے اربوں نوری سال دُور خلائی کہکشاؤں کی دنیاؤں میں ان کو رونگٹے کھڑے کر دینے والے واقعات پیش آ رہے ہیں۔ وہ بہادری اور جرأت کے ساتھ ہر مشکل کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنے انوکھے اور عجیب و غریب سفر پر رواں دواں ہیں۔ اس سفر میں انہیں حیرت انگیز واقعات سے بھی گزرنا پڑ رہا ہے اور ان کی علمی اور سائنسی معلومات میں اضافہ بھی ہو رہا ہے۔ اب جلدی سے پڑھنا شروع کریں اور دیکھیں کہ عنبر ناگ ماریا اور کیٹی کس مشکل میں پھنسے ہیں اور پھر کس طرح اس مشکل سے نکلتے ہیں۔

تمہارا انکل
اے حمید

"رادھا چمن" ۴۵۴ ایف سمن آباد لاہور۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

- خزانہ اور سانپ
- جاسوس پیچھے لگا تھا
- مقدس فادر
- وحشی کھیل
- ہیبتناک قلعہ

خزانہ اور سانپ

راکٹ سیارے کی فضا سے نکل گیا۔

اب وہ خلا میں آ گیا تھا اور اس کی رفتار کتنی تیز ہو گئی تھی اس کا ناگ کو بالکل احساس نہیں ہو رہا تھا۔ وہ راکٹ کے ڈائیل والے چوکور ڈبے میں بند تھا۔ اب راکٹ کی وہ کشش ختم ہو گئی تھی جو اسے نیچے کھینچ رہی تھی اور جس کے حلقے سے نکلنے کے لیے وہ اتنی تیز رفتاری سے اوپر کو اٹھا تھا کہ ناگ ڈبے کے ساتھ چپک کر رہ گیا تھا۔

اگرچہ اس وقت راکٹ اس رفتار سے لاکھوں گنا زیادہ رفتار سے سفر کر رہا تھا مگر ناگ کو اس لیے محسوس نہیں ہو رہا تھا کہ راکٹ خلا میں تھا اور راکٹ کی فضا میں ہوا کا دباؤ سیارے کے دباؤ کے برابر کیا ہوا تھا تاکہ ایٹمی کوڑا کرکٹ کے ڈرم بھی کہیں راکٹ کے ساتھ ہی پھٹ کر خلاء میں نہ بکھر جائیں اور خلا کو آلودہ نہ کر دیں۔

ناگ سانپ کی شکل ہی ڈبے میں بند خاموش بیٹھا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اسے صرف اتنا ہی معلوم تھا کہ یہ راکٹ ایٹمی کوڑا کرکٹ لے کر خلا میں کسی ویران سیارے کی طرف جا رہا ہے جہا سیارے کا ایٹمی کوڑا کرکٹ پھینکا جاتا ہے۔ ظاہر ہے وہاں سوائے کوڑا کرکٹ کے اور کچھ نہیں ہو گا۔ ایک بات یقینی تھی کہ جس سیارے کو اس مخلوق نے اپنا کوڑے کرکٹ کا گودام بنا رکھا ہے وہاں دوسری کوئی آبادی نہیں ہوگی

ناگ کو وقت کا کوئی اندازہ نہیں تھا۔ خلا میں نہ دن تھا نہ رات تھی۔ راکٹ روشنی سے بھی بڑھتی ہوئی رفتار کے ساتھ خلا میں تیرتا چلا جا رہا تھا۔ نہ جانے کتنے شب روز گذر گئے ہوں گے کہ ناگ کو احساس ہوا کہ راکٹ ایک طرف کو جھک رہا تھا۔ پھر اس کا اوپر والا سرا نیچے کی کی طرف ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی راکٹ کو زبردست جھٹکا لگا۔ راکٹ کسی سیارے کی کشش کے دائرے میں داخل ہو چکا تھا۔

ناگ ڈبے کی فولادی دیوار سے چپک کر رہ گیا۔

پھر ایک جھپاکے کی آواز کے ساتھ راکٹ جیسے گہرے پانی میں نیچے ہی نیچے اترتا چلا گیا۔ چند سیکنڈ کے بعد جیسے راکٹ کی نوک پانی کے اندر زمین میں کھب گئی اور اس کے ساتھ ہی ایسا جھٹکا لگا راکٹ کو کہ جس ڈبے

میں ناگ بند تھا وہ کھل گیا۔ ناگ اچھل کر باہر گر پڑا۔ ایٹمی کوڑے کرکٹ کے ڈرم راکٹ کے اندر ادھر اُدھر بکھر گئے تھے۔ راکٹ کی دیواروں میں سے پانی اندر آنے لگا تھا۔ ایک جگہ سوراخ دیکھ کر ناگ اس میں سے نکل گیا۔ وہ پانی کے اندر تھا۔ اس نے پانی کے اندر سے اوپر کی طرف آنا شروع کر دیا۔ پانی کے نیچے ناگ نے بڑے بڑے پہاڑ اور گہری گھاٹیاں دیکھیں جن کے درخت اور جھاڑیاں اوپر کو لہرا رہی تھیں۔

ناگ سمجھ گیا کہ یہ کوئی دریا نہیں بلکہ سمندر ہے۔ جوں جوں ناگ اوپر پانی کی سطح کے قریب آ رہا تھا اسے سمندری جانور ملنے لگے ایک بہت بڑی شارک مچھلی اس کے قریب سے گذر گئی۔ ناگ کافی گہرائی میں راکٹ کے ساتھ گرا تھا۔

ناگ کو سمندر کی سطح پر آنے کے لیے آدھا گھنٹہ لگ گیا۔ سمندر کی سطح پر آتے ہی اس نے جو پہلی تبدیلی محسوس کی وہ یہ تھی کہ فضا روشن تھی۔ دھوپ نکلی ہوئی تھی اوپر نیلا شفاف آسمان تھا اور نیچے دُور دُور تک سمندر ہی سمندر تھا۔ ناگ کو ایک دم احساس ہوا کہ کہیں وہ اپنی پرانی زمین پر تو نہیں آ گیا؟ لیکن وہ زمین تو ایٹمی جنگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی تباہ کاریوں سے برباد ہو گئی تھی؟ ہو سکتا ہے اس تباہ شدہ دنیا پر ایٹمی تباہی کے بعد ایک نئی زندگی شروع ہو گئی ہو۔

سورج آسمان کے وسط میں چمک رہا تھا۔ سمندر کا پانی گہرا نیلا تھا۔ ناگ نے مغرب کی طرف تیرنا شروع کر دیا۔ سورج مغرب کی طرف سمندر میں جھکتے جھکتے پانی کے اندر اُتر گیا اور سمندر پر رات کا اندھیرا چھا گیا۔ آسمان پر ستارے چمکنے لگے۔ ناگ کو یہ ستارے بالکل اپنی پرانی دنیا کے آسمان کے ستارے لگے۔ کہیں سچ مچ وہ اپنی پرانی دنیا میں تو نہیں آ گیا؟

ناگ نے سوچا کہ پانی میں وہ کب تک تیرتا رہے گا۔ اسے ہوا میں اڑ کر راستہ طے کرنا چاہیے۔ چنانچہ ناگ نے فوراً عقاب کی شکل اختیار کی اور سمندر کے اوپر ہوا میں اڑنا شروع کر دیا۔ اسے فضا میں وہی تازگی اور ٹھنڈک محسوس ہوئی جو اس کی اپنی دنیا میں محسوس ہوا کرتی تھی۔ آدھی رات تک وہ سمندر کے اُوپر اُڑتا رہا۔

رات آدھی سے زیادہ گذر گئی ہو گی کہ ناگ کو پہلی بار دور روشنی کا ایک دھبہ سا دکھائی دیا۔ ناگ نے زیادہ تیزی سے اس طرف اڑنا شروع کیا۔ جب وہ سمندر

کے کنارے کے قریب پہنچا تو اس نے دیکھا کہ سمندر کے کنارے پر دور دور تک چٹانیں پھیلی ہوئی تھیں۔ ہر طرف دھند تھی اور اس دھند میں یہ روشنی ایک لائٹ ہاؤس میں سے نکل رہی تھی۔

ناگ اڑتا اڑتا اس لائٹ ہاؤس کے اوپر آیا تو اسے اندر کوئی آدمی دکھائی نہ دیا۔ روشنی ایک بہت بڑے تھال میں نکل رہی تھی۔ اس روشن تھال میں گیس کی آگ روشن تھی۔ اس سے ناگ نے یہ اندازہ لگا لیا کہ یہ اس کی اپنی ہی دنیا ہے مگر وہ پرانے زمانے کے عہد میں آ گیا ہے۔ مگر یہ کیسے ہو سکتا تھا۔ ان کا پرانے زمانے کا سفر تو ختم ہو گیا تھا۔ پھر وہ اپنی دنیا کے پرانے زمانے میں کیسے پہنچ گیا؟

ناگ کو دور کہیں کہیں روشنیاں دکھائی دیں۔ یہ گیس کی روشنیاں تھیں جو دھند میں لپٹی ہوئی تھیں۔ یہاں سردی بہت زیادہ تھی۔ روشنیاں گیس کی تھیں۔ بجلی کی نہیں تھیں۔ ناگ نے آگے جا کر دیکھا کہ یہ ایک بہت گنجان شہر تھا جس کے مکانوں کی چمنیاں اوپر کو اٹھی ہوئی تھیں۔ کسی کسی چمنی سے دھواں نکل کر سردی کی وجہ سے وہیں جمع ہو رہا تھا۔ گلیاں تنگ و تاریک تھیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور سنسان پڑی تھیں۔ ان ویران گلیوں میں سردی کی وجہ سے دھند اتر کر تیرتی پھر رہی تھی۔

ناگ شہر کے ایک بازار میں اُتر آیا۔

اس نے دیکھا کہ پرانی قسم کی دکانوں کے اُوپر انگریزی زبان میں بورڈ لگے تھے۔ ہر بورڈ کے نیچے "لندن" لکھا تھا۔ تو کیا وہ لندن میں پہنچ گیا تھا؟ ایک بورڈ پر سن ۱۹۰۴ء لکھا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ بیسویں صدی کے شروع کے لندن میں آ گیا تھا۔

ناگ کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ واپس پرانے زمانے میں کس طرح پہنچ گیا ہے۔ اس سرد اور دُھندلی رات میں ناگ نے ایک جگہ گیٹ دیکھا جس کے درمیان اوپر گیس لٹک رہا تھا۔ سخت دھند کی وجہ سے اس گیس کی روشنی بہت کمزور لگ رہی تھی۔ گیٹ پر گیس کے بالکل نیچے ایک بورڈ پر انگریزی میں "یتیم خانہ" لکھا تھا۔ ناگ وہاں سے اڑ کر دوسری طرف جانے ہی لگا تھا کہ اچانک اس کی نظر ایک جگہ گیٹ کے اندر برآمدے میں ایک چھوٹی سی گٹھڑی پر پڑی۔

وہ ذرا اوپر آیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یہ ایک سات آٹھ سال کا لڑکا تھا جو پھٹے پرانے گرم کوٹ میں اپنے آپ

کو بڑی مشکل سے لپیٹے سردی میں ٹھٹھرتا وہاں سمٹا ہوا بیٹھا تھا۔ ناگ کے دل پر بڑا اثر ہوا کہ یہ بے چارہ اتنی سخت سردی میں باہر کیوں پڑا ہے۔ وہ ذرا پرے جا کر زمین پر اترا اور انسانی شکل میں آ گیا۔ ناگ کا لباس اسی زمانے جیسا ہو گیا تھا۔ یعنی اس کے سر پر گرم ٹوپی تھی اور جسم کے گرد لمبا گرم کوٹ تھا۔ اگرچہ ناگ کو سردی نہیں لگ رہی تھی۔

وہ برآمدے میں ٹھٹھرے بیٹھے لڑکے پاس آیا اور اس کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا:

"بیٹا! تم اتنی سردی میں یہاں کیوں پڑے ہو؟"

لڑکے نے سردی سے کانپتے ہوئے کہا:

"مسٹر کوڈی نے مجھے باہر نکال دیا ہے۔"

"مسٹر کوڈی کون ہے؟" ناگ نے پوچھا۔

لڑکے نے کہا:

"مسٹر کوڈی اس یتیم خانے کا منیجر ہے۔"

ناگ نے پوچھا:

"مسٹر کوڈی نے تمہیں اتنی سخت سردی میں باہر کیوں نکال دیا؟"

لڑکا بولا: "اس لیے کہ ہم لوگوں کی جیب نہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کاٹ سکتا۔ میں لوگوں کے گھروں میں چوری نہیں
کرنا چاہتا۔ میں چوری کرنا گناہ سمجھتا ہوں"۔

ناگ اس لڑکے کے خیالات سے بہت متاثر ہوا:

"تمہارا نام کیا ہے بیٹے؟" ناگ نے سوال کیا۔

لڑکا بولا: "میرا نام ایڈگر ہے سر۔ آپ کون ہیں؟"

ناگ نے کہا:

"میرا نام ناگ ہے۔ میں ملک مصر سے یہاں لندن کی سیر کرنے آیا ہوں۔ ادھر سے گذر رہا تھا کہ مجھے تم سردی میں بیٹھے نظر آ گئے۔ چلو میں تمہیں تمہارے گھر چھوڑ آؤں"۔

ایڈگر بولا: "سر! میں یتیم ہوں۔ میرا کوئی ماں باپ بہن بھائی نہیں ہے"۔

ناگ نے کہا:

"مگر تمہیں اس طرح سردی میں نہیں پڑے رہنا چاہیے۔ اوپر کسی کمرے میں چلے جاؤ"۔

ایڈگر نے عمارت کی طرف دیکھا اور بولا:

"سر! مسٹر کوڈی نے مجھے یہاں سے نکال دیا ہے۔ میں اوپر گیا تو وہ مجھے مارے گا"۔

ناگ نے اس لڑکے سے پوچھا کہ اس شہر میں یا شہر

سے باہر اس کا کوئی ایک رشتے دار بھی نہیں ہے جہاں اسے پہنچا دیا جائے۔

ایڈگر نے کچھ سوچ کر کہا:

"یہاں سے دور ایک گاؤں میں میری ایک خالہ رہتی ہے۔ اگر وہ مجھے قبول کرے تو میں اس کے پاس جا کر رہ سکتا ہوں"۔

"چلو میں تمہیں تمہاری خالہ کے پاس لیے چلتا ہوں"۔

ناگ نے اس لڑکے کو ساتھ لیا اور اس کے بتانے پر اس کی خالہ کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ جس وقت وہ خالہ کے گھر پہنچے صبح ہو رہی تھی۔ ایڈگر کی خالہ پہلے تو سخت ناراض ہوئی اور اس نے ایڈگر کو اپنے گھر رکھنے سے صاف انکار کر دیا مگر جب ناگ نے اسے بتایا کہ اگر اس نے ایڈگر کو پناہ نہ دی تو وہ بڑا ہو کر چور ڈاکو بن جائے گا اور اس کے خاندان کے نام کی بدنامی ہو گی تو خالہ راضی ہو گئی۔

جب ناگ وہاں سے جانے لگا تو ایڈگر نے اسے بتایا کہ یتیم خانے میں دوسرے کئی ایسے معصوم بچے موجود ہیں جو نیک زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں مگر مینیجر کوڈی بڑا مکروہ آدمی ہے وہ ان سے چوریاں کرواتا ہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انہیں بازاروں میں بھیجتا ہے کہ وہ لوگوں کی جیبیں کاٹ کر لائیں۔ ناگ پر اس کا بہت اثر ہوا کہ ایک گناہگار شخص معصوم بچوں کو بھی گناہ کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کر رہا ہے۔ اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ ایسے بدکردار شخص سے معصوم بچوں کو ضرور نجات دلا کر رہے گا۔ ایڈگر کو پیار کر کے وہ واپس لندن روانہ ہو گیا۔

وہ سیدھا یتیم خانے کی عمارت میں آیا۔ باہر سے تو عمارت کا دروازہ بڑا رعب والا تھا مگر اندر یتیم خانے کی بہت خستہ حالت تھی۔ چھوٹے سے کمرے میں دفتر بنا تھا جہاں آگ بھی نہیں جل رہی تھی اور ٹوٹا پھوٹا فرنیچر پڑا تھا۔ ناگ کرسی پر بیٹھ گیا۔

اتنے میں ایک میلا کچیلا طوطے کی ناک اور تیز آنکھوں والا اونچا لمبا آدمی اندر آیا جس کے جسم پر بھاری گرم کوٹ لٹک رہا تھا اور بالوں کے گچھے اونی ٹوپی میں چھپے ہوئے تھے۔ پہلی نظر میں ناگ کو یہ شخص کوئی پیدائشی مجرم ڈاکو لگا

"کیا بچہ یتیم خانے میں داخل کرانے آئے ہو؟ میرا نام کوڈی ہے۔ میں اس یتیم خانے کا مینیجر ہوں۔ ہم بچوں کی پڑھائی، خوراک اور کپڑوں

وغیرہ کا بہت خیال رکھتے ہیں۔ کہاں ہے تمہارا بچہ؟"

ناگ نے کہا:

"میں کسی بچے کو داخل کروانے نہیں آیا۔"

مسٹر کوڈی کی آنکھیں سکڑ گئیں۔ اس نے کرخت آواز میں پوچھا:

"پھر یہاں کیا لینے آئے ہو مسٹر؟"

ناگ نے ادھر ادھر دیکھ کر کہا:

"میں تمہارے پاس ایک خاص کام کے لیے آیا ہوں کیا یہاں ہماری باتیں کوئی دوسرا تو نہیں سن رہا۔"

مکار کوڈی نے شک کی نظروں سے ناگ کی طرف دیکھا اور بولا:

"تم کون ہو مسٹر؟ مجھے تو تم کوئی اٹھائی گیرے لگتے ہو جاؤ جاؤ۔ تم ایسے لوگ یہاں لندن میں بہت پھرتے رہیں۔ میرے پاس وقت نہیں ہے۔"

ناگ آہستہ سے بولا:

"مسٹر کوڈی! مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے اور سارے شہر میں صرف تم ہی ایک ایسے آدمی ہو جو میری مدد کر سکتے ہو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مکار کوڈی نے جھنجلا کر کہا:

"آخر تم کیا چاہتے ہو؟ میرا سر کیوں کھا رہے ہو
بھاگو یہاں سے"۔

یہ کہہ کر کوڈی دفتر سے باہر نکلنے ہی لگا تھا کہ ناگ نے کہا:

"مسٹر کوڈی! میرے پاس ایک خزانے کا نقشہ ہے"

یتیم خانے کا مینیجر کوڈی بے حد لالچی شخص تھا۔ اسی لالچ کی وجہ سے وہ یتیم بچوں سے لوگوں کے گھروں میں چوریاں کرواتا تھا۔ اس نے یتیم خانے کے ایک کمرے کا فرش کھود کر کتنی ہی دولت جمع کر رکھی تھی جس کو وہ ہر رات نکال کر دیکھتا اور بڑا خوش ہوتا تھا۔ وہ کنجوس بھی بڑا تھا اور ایک پائی بھی خرچ نہیں کرتا تھا۔ خزانے کا نام سن کر اس کے قدم وہیں رک گئے۔ مگر آدمی بڑا چالاک تھا۔ بولا:

"آخر تم خزانے کا نقشہ لے کر میرے پاس ہی کیوں آئے ہو؟"

ناگ نے جلدی سے بولا:

"اس لیے کہ اس سارے شہر میں صرف تم ہی ایک ایسے شخص ہو جس پر میں بھروسہ کر سکتا

ہوں۔ یہاں ایک سے ایک غنڈہ پڑا ہے۔ میں جس سے خزانے کی بات کروں گا۔ مجھے معلوم ہے۔ کہ وہ مجھے دھوکہ دے کر سارا خزانہ لوٹ کر لے جائے گا"۔

کوڈی اپنی تعریف سن کر بڑا خوش ہوا۔ ہاتھ زور زور سے ملتا ہوا ناگ کے قریب آیا اور جھک کر بولا:

"کہاں ہے نقشہ؟"

ناگ نے کہا:

"نقشہ میں نے ایک جگہ چھپا کر رکھا ہوا ہے اگر تم وعدہ کرو کہ میرے ساتھ دھوکہ نہیں کرو گے اور خزانے کو آدھوں آدھ بانٹو گے تو میں جا کر نقشہ لے آتا ہوں:

لالچی مکار کوڈی ہاتھ ملتے ہوئے مسکرایا:

"یہ میں تمہیں نقشہ دیکھ کر اور اپنی تسلی کر لینے کے بعد ہی کہہ سکوں گا۔ کیا خیال ہے؟"

ناگ سمجھ گیا کہ یہ آدمی بڑا چالاک ہے اور جب تک اسے خزانے کے بارے میں یقین نہیں ہو جائے گا کوئی بات نہیں کرے گا۔ ناگ اٹھ کھڑا ہوا:

"بہتر ہے۔ میں ایک گھنٹے بعد خزانے کا نقشہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لے کر آتا ہوں۔"

ناگ یتیم خانے سے باہر نکل آیا۔

یہ ساری اسکیم اس نے پہلے ہی اپنے ذہن میں تیار کر رکھی تھی۔ وہاں سے سیدھا وہ ایک پرانے کباڑیئے کی دکان پر گیا۔ یہاں اسے چمڑے کا ایک خستہ اور شکستہ ٹکڑا مل گیا۔ اس ٹکڑے پر اس نے چاقو سے چند آڑی ترچھی لکیریں ڈالیں۔ ایک جگہ چٹان کی تکون اور ایک جگہ درختوں کے نشان بنائے۔ پھر چمڑے کے ٹکڑے کو مٹی میں میلا کیا۔ جھاڑ کر جیب میں تہہ کر کے رکھا اور ایک گھنٹہ گذر جانے کے بعد سیدھا یتیم خانے میں مسٹر کوڈی کے پاس آ گیا۔

اس وقت مسٹر کوڈی یتیم بچوں کو کچھ سمجھا رہا تھا۔ ناگ کو دیکھ کر وہ ایک دم خاموش ہو گیا اور بچوں سے بولا:

"جاؤ۔ اب اپنا اپنا کام کرو۔ خبردار کسی کی چیز کو ہاتھ مت لگانا۔ بس محنت مزدوری ہی کر کے دو تین شلنگ کما کر لانا۔"

ناگ سمجھ گیا کہ کوڈی ان یتیم بچوں کو چوری کرنے اور لوگوں کی جیبیں صاف کرنے کے لیے شہر کے بازاروں میں بھیج رہا ہے۔ لڑکوں کی حالت بے حد خستہ تھی۔ سردی سے ٹھٹھر رہے تھے۔ کوٹ اور سویٹر پھٹے پرانے تھے۔ جب لڑکے چلے گئے تو کوڈی ناگ سے کہنے لگا،

"کیا کروں۔ یتیم خانے کا خرچ بھی تو چلانا ہوتا ہے۔ میں خود کام کرتا ہوں۔ بچے بھی محنت مزدوری کرتے ہیں۔ پھر بھی گذارہ نہیں ہوتا۔ اچھا۔ کہو تم نقشہ لائے؟"

"ہاں۔" ناگ نے کہا:

مکار کوڈی بولا:

"میرے کمرے میں آ جاؤ۔"

مکار کوڈی کا کمرہ اگرچہ بے حد گندہ تھا مگر یہاں آتشدان میں آگ سلگ رہی تھی جس کی وجہ سے وہاں سردی نہیں تھی۔ درمیان میں لکڑی کی گول میز تھی جس پر جھوٹے برتن پڑے تھے۔ کوڈی نے جلدی سے برتن اٹھائے اور کرسی پر بیٹھ کر بولا:

"کہاں ہے نقشہ۔ مجھے دکھاؤ۔"

ناگ نے جیب سے چمڑے کا نقشہ نکال کر اس کے سامنے رکھ دیا۔ کوڈی نقشہ میز پر پھیلا کر دیکھنے لگا۔

... لندن پہلے بھی آ چکا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ وہاں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دریا کے پار ایک جنگل ہے جو بہت گھنا ہے۔ اس
کے آگے سنگلاخ چٹانیں ہیں۔ چنانچہ اس نے نقشے
انگلی رکھ کر یونہی کہنا شروع کیا:

"یہ دیکھو۔ یہ دریا ہے۔ یہ دریا پار کے جنگل کا
آخری کنارہ ہے۔ اس کے آگے یہ ایک چٹان
ہے۔ اور یہ دو درخت اس پر اُگے ہیں۔
بس خزانہ اس چٹان کے نیچے ہے۔"

"تم کو یہ نقشہ کہاں سے ملا ہے؟" کوڈی نے
سوال کیا:

ناگ بولا: "یہ میرے دادا کے پاس محفوظ پڑا
تھا۔ میں ملک مصر کا رہنے والا ہوں۔ جب میرا
دادا مرنے لگا تو اس نے یہ نقشہ مجھے دیا
اور کہا کہ میں جا کر یہ خزانہ تلاش کروں اور
باقی زندگی آرام و آسائش سے گذاروں۔ مگر میں
اکیلا یہ کام نہیں کر سکتا تھا۔ میں ڈرپوک ہوں۔
اور پھر کہتے ہیں کہ خزانے پر سانپ ہوتا ہے۔
مجھے سانپوں سے بڑا ڈر لگتا ہے۔"

یہ کہہ کر ناگ دل ہی دل میں مسکرایا۔ کیوں کہ وہ
تو خود سانپ تھا۔ لالچی کوڈی بڑے شوق سے

کو دیکھ رہا تھا۔ انھوں نے فیصلہ کیا کہ ابھی خزانے
ی تلاش میں نکل کھڑے ہوں گے۔

لندن شہر پر دھند پھیلی تھی۔ آسمان پر بادل چھا
ے تھے۔ اس ساری سکیم سے ناگ یہ چاہتا تھا کہ
س ظالم شخص کوڈی سے یتیم بچوں کو نجات دلائے
ئے۔ وہ اسے مارنا نہیں چاہتا تھا۔ کیوں کہ وہ کسی بے گناہ
ا خون کرنا سب سے بڑا گناہ سمجھتا تھا۔ اس کی سکیم
تھی کہ کوڈی کو لے کر جنگل میں نکل جائے۔ پھر کسی
انپ کی مدد سے کوئی خزانہ تلاش کرے۔ کیوں کہ
ں سارے علاقے میں بادشاہوں کی حکومتیں رہی تھیں
ر کئی جگہوں پر خزانے دفن تھے۔ اس کے بعد خزانہ
ل جائے تو وہ خزانہ لالچی کوڈی کے حوالے کر کے اسے
ے کہ اب وہ یتیم بچوں کو آزاد کر دے اور خود کسی
سرے شہر جا کر اپنی زندگی شروع کرے۔

کوڈی جیسے لالچی آدمی کے لیے یہی ایک سکیم فائدے
ند ہو سکتی تھی۔ ناگ اور کوڈی ایک گھوڑا گاڑی میں
ھ کر دریا کنارے جنگل کی طرف روانہ ہو گئے۔ جنگل
نارے پہنچ کر وہ گھوڑا گاڑی سے اتر گئے۔ اور جنگل
ں داخل ہوئے۔ جنگل پار کر کے چٹانوں میں آئے تو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کوڈی نے نقشہ نکال لیا۔
"کہاں ہے وہ چٹان جس پر درخت ہیں؟"
کوڈی چٹانوں کی طرف تکنے لگا۔ ناگ نے سوچا
کہ کسی نہ کسی چٹان پر تو درخت ضرور ہوں گے چ
ایک چٹان پر اسے دو درخت نظر آ ہی گئے۔ اس
خوش ہو کر کہا:
"وہ دیکھو چٹان پر درخت ہیں۔ نقشے میں یہی
نشانی دی گئی ہے خزانے کی۔"
لالچی کوڈی بڑا خوش ہوا۔ لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہ د
والی چٹان کی طرف بڑھا۔ ناگ نے قریب جا کر دی
چٹان کے پیچھے ایک چھوٹا سا کھوہ تھا۔
ناگ نے کوڈی سے کہا:
"مسٹر کوڈی! شاید اسی کھوہ میں خزانہ ہے۔ تم
باہر ٹھہرو۔ میں اندر جا کر دیکھتا ہوں۔"
کوڈی نقشہ لپیٹ کر وہیں کھڑا رہا اور ناگ
میں داخل ہو گیا۔ کھوہ میں اندھیرا تھا۔ اندر جاتے
ناگ نے سانپ کی آواز میں آہستہ سے کہا:
"کیا یہاں کوئی سانپ ہے۔ اگر ہے تو میرے
سامنے آئے۔ میں ناگ دیوتا ہوں۔"

چند لمحوں کے بعد ایک سانپ بل میں سے نکل کر
ناگ کے سامنے آ گیا۔ ناگ کو اس نے جھک کر کہ
سلام کیا اور بولا:
"عظیم ناگ دیوتا! میں آپ کی کیا خدمت کر
سکتا ہوں؟"
ناگ نے پوچھا:
"کیا یہاں کوئی خزانہ دفن ہے؟"
سانپ بولا: "عظیم ناگ! اس کھوہ میں تو کوئی
خزانہ نہیں ہے۔ لیکن یہاں سے دو چٹانیں
چھوڑ کر ایک سیاہ ٹیلہ ہے۔ اس ٹیلے میں ایک
چھوٹی سرنگ ہے اس سرنگ میں شاہ رچرڈ کے
زمانے کا خزانہ دفن ہے۔"
ناگ سانپ کا شکریہ ادا کر کے کھوہ سے باہر آ گیا۔
"کیا خزانہ ملا؟" کوڈی نے بے تابی سے پوچھا۔
ناگ نے کہا:
"خزانہ یہاں نہیں ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ
ہم آگے کسی چٹان میں چل کر دیکھتے ہیں۔"
مکار کوڈی نے شک سے ناگ کو دیکھا:
"مسٹر! تم مجھے دھوکہ دینے کی کوشش نہ کرنا اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا انجام ٹھیک نہیں ہوگا۔"

ناگ آگے چل پڑا:

"تم میرے پیچھے آؤ۔ خزانہ سامنے والی سیاہ پہاڑی کی سرنگ میں ہے۔"

کوڈی ناگ کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔

سیاہ پہاڑی میں واقعی ایک چھوٹی سی سرنگ بنی ہوئی تھی۔ ناگ بولا:

"مجھے یقین ہے کہ خزانہ اسی سرنگ میں ہے۔"

ناگ اور کوڈی سرنگ میں داخل ہو گئے۔ کوڈی نے جیب سے موم بتی نکال کر روشن کر لی۔ اس کی روشنی میں وہ سرنگ میں پھونک پھونک کر قدم رکھتے چلنے لگے۔ ناگ نے سرنگ کے درمیان ایک جگہ پہنچ کر کہا:

"تم ایک طرف ہو کر کھڑے رہو۔ میں خزانے کو تلاش کرتا ہوں۔"

کوڈی موم بتی ہاتھ میں لیے سرنگ کی دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ ناگ ذرا آگے اندھیرے میں آ گیا۔ یہاں اس نے سرگوشی میں سانپ کی آواز میں خزانے کے سانپ کو بلایا۔ چند سیکنڈ میں ایک سانپ اندھیرے سے نکل کر ناگ کے سامنے آ گیا۔ ناگ نے بھی سیٹی کی آواز میں جو سانپوں کی زبان تھی سانپ سے کہا کہ خزانہ کہاں ہے؟

سانپ نے بتایا کہ جہاں ناگ کھڑا ہے اس جگہ خزانہ زمین میں موجود ہے۔ ناگ نے سانپ کو حکم دیا کہ وہ کہیں اندھیرے میں چھپ جائے۔

سانپ اندھیرے میں جا کر چھپ گیا۔

ناگ نے کوڈی کو آواز دی۔ جب وہ آیا تو ناگ نے زمین کی طرف اشارہ کر کے کہا:

"خزانہ اس جگہ دفن ہے۔"

کوڈی نے اپنے لمبے کوٹ کے اندر چھپایا ہوا تیشہ باہر نکالا اور زمین کھودنی شروع کر دی۔ کوئی ایک فٹ زمین کھودی ہو گی کہ نیچے سے ایک صندوقچہ نکل آیا۔ کوڈی کی باچھیں کھل گئیں۔

"یہی خزانہ ہے!" وہ بے اختیار چلایا۔

اس نے صندوقچہ باہر نکال کر کھولا تو اس کی آنکھیں چکا چوند ہو گئیں۔ صندوقچہ ہیرے جواہرات سے بھرا ہوا تھا۔ ان کی چمک سے سرنگ میں روشنی ہونے لگی۔ ناگ نے کہا:

"اب ایسا کرو کہ خزانے کو آدھوں آدھ کر لو جیسا کہ تم نے وعدہ کیا تھا؟"

مگر مکار کوڈی کی نیت خراب ہو چکی تھی۔ اسی لیے

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ یتیم خانے سے ہی ایک خنجر ساتھ لے کر چلا تھا جو اس نے اپنے کوٹ میں چھپا رکھا تھا۔ اس نے صندوقچہ وہیں زمین پر رکھ دیا اور عیاری سے مسکرا کر بولا:

"میرے دوست! تم ہی جواہرات کو آدھا آدھا کر دو۔ مجھے تم پر پورا بھروسہ ہے۔"

ناگ نے کوڈی پر ذرا بھی شک نہ کیا۔ حالانکہ یہ اس کی بھول تھی۔ پیارے بچو! زندگی میں کسی بھی نئے شخص سے ملو تو فوراً ہی اس پر بھروسہ نہیں کر لینا چاہیے۔ پہلے اسے آزما کر دیکھ لینا چاہیے کہ وہ آپ کا ہمدرد ہے یا اپنا کوئی مطلب پورا کرنے کے لیے آپ سے ملا ہے۔

ناگ نے غلطی کی اور کوڈی پر بھروسہ کرتے ہوئے صندوقچے کے آگے بیٹھ گیا اور جواہرات کو الگ الگ کرنے لگا۔ کوڈی نے چپکے سے اپنے لمبے کوٹ کی جیب سے چاقو نکالا اور بڑی پھرتی سے ناگ کی پشت پر حملہ کر دیا۔ چاقو ناگ کی پیٹھ میں آدھا گھس گیا۔ ناگ تڑپ کر پرے گر پڑا۔ اس کی پیٹھ میں سے خون بہہ رہا تھا۔

اندھیرے میں چھپا ہوا خزانے کا سانپ یہ سب کچھ

دیکھ رہا تھا۔ مکار کوڈی نے اتنی تیزی سے ناگ پر چاقو سے حملہ کیا تھا کہ خزانے کا سانپ بھی دھوکہ کھا گیا اور عین وقت پر عظیم ناگ کی کوئی مدد نہ کر سکا۔ لیکن جب عظیم ناگ دیوتا کو اس نے زخمی ہو کر گرتے دیکھا تو خزانے کے سانپ کے منہ سے ایک ایسی پھنکار نکلی کہ سرنگ کی فضا گونج اٹھی۔ کوڈی کے ہاتھ سے دہشت کے مارے چاقو نیچے گر پڑا۔ خزانے کا سانپ اچھل کر کوڈی کی گردن سے لپٹ گیا اور اس نے اس کی گردن پر ڈس دیا۔

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جاسوس پیچھے لگا تھا

مکار کوڑی کو کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ یہ سانپ کہاں سے آ گیا تھا؟

مگر اب سوچنے سمجھنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ سانپ اپنا کام کر چکا تھا۔ زہر مکار کوڑی کی گردن کی رگوں سے ہوتا ہوا اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس کے ساتھ ہی کوڑی کا جسم کانپا، لرزا اور وہ دھڑام سے نیچے گرا اور اس کے نتھنوں سے خون جاری ہو گیا۔

خزانے کا سانپ لپک کر ناگ کی طرف آیا۔ ناگ اپنی پیٹھ کے زخم پر ہاتھ رکھ کر خون روکنے کی کوشش کر رہا تھا۔

سانپ نے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! میں نے آپ کے دشمن کو ہلاک کر ڈالا ہے۔"

ناگ بولا: "اس کا یہی انجام ہونا تھا۔"

سانپ نے کہا:

"عظیم ناگ! میں آپ کے زخم کے لیے کیا کر سکتا ہوں کہ یہ اچھا ہو جائے؟"

ناگ نے کہا:

"فکر نہ کرو۔ ابھی زخم مل جائے گا۔"

اور ایسا ہی ہوا۔ تھوڑی دیر بعد جب ناگ نے زخم پر سے ہاتھ اٹھایا تو اس کا زخم بند ہو گیا تھا۔ صرف تھوڑا سا خون ہی بہا تھا۔

ناگ نے خزانے کے سانپ سے کہا:

"تم اس خزانے کی حفاظت کرو۔ ہو سکتا ہے اس کی کسی دوسرے مستحق کو ضرورت ہو۔ میں ان میں سے صرف ایک ہیرا ہی لے جا رہا ہوں۔"

خزانے کے سانپ نے کہا:

"عظیم ناگ۔ یہ سارا خزانہ آپ کا ہے۔"

ناگ کہنے لگا:

"مجھے ان خزانوں کی ضرورت نہیں ہے جس کو اس کی ضرورت ہو گی وہ خود آ کر یہ خزانے لے جائے گا۔"

ناگ نے صندوقچے میں سے ایک انڈے کے سائز کا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہیرا اٹھا کر جیب میں رکھ لیا اور صندوقچے کو وہیں گڑھے میں دبا کر اوپر مٹی برابر کر کے پتھر بکھیر دیئے۔ پھر خزانے کے سانپ کو خدا حافظ کہا اور سرنگ سے باہر نکل کر شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔

اس کا پروگرام اب یہ تھا کہ لندن کے کسی جوہری کے پاس جا کر اس ہیرے کو فروخت کرے۔ جتنی رقم ملے اس میں تھوڑی سی اپنے پاس رکھے اور باقی کی ساری رقم یتیم خانے کے یتیم لڑکوں میں بانٹ کر انہیں کہے کہ وہ نئے کپڑے بنائیں اور کسی ایسے سکول میں جا کر داخل ہو جائیں جہاں ان کے رہنے کے لیے ہوسٹل بھی ہو۔

یہی کچھ سوچتا ہوا ناگ جنگل سے نکل کر دریائے ٹیمز کے کنارے آ گیا۔ اس کے سامنے ۱۹۰۴ء کا پرانا لندن دھند میں ڈوبا ہوا تھا۔ وہ شہر میں داخل ہو گیا۔ انگریز عورتیں اور مرد پرانے زمانے کے لمبے کوٹ اور ہیٹ پہنے چل پھر رہے تھے۔ گھوڑا گاڑیاں چل رہی تھیں۔ کہیں کہیں کوئی پرانی طرز کی رولز رائس کار بھی نظر آ جاتی تھی۔

ناگ لندن کی ریجنٹ سٹریٹ میں آ گیا۔ یہاں بڑے بڑے جوہریوں کی شاندار دکانیں تھیں۔ ناگ ایک عالی شان دکان کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ باہر بڑی سخت

سردی پڑ رہی تھی مگر اس دکان کی فضا گرم تھی۔ یہاں ایک آتش دان میں آگ جل رہی تھی۔ دکان ایک بہت بڑے ہال کمرے کی شکل میں تھی جہاں جگہ جگہ شیشے کے شو کیسوں میں ہیرے جواہرات چمک رہے تھے۔

سامنے کاؤنٹر کے پیچھے ایک ٹھگنے قد کا گول مٹول انگریز جوہری کھڑا تھا۔ ناگ کے کپڑے اتنے اچھے نہیں تھے۔ ناگ اس کی طرف بڑھا تو اس ٹھگنے قد کے آدمی نے نفرت سے ناگ کی طرف دیکھا اور ناک چڑھا کر بولا:

"مسٹر! تم غلطی سے اس دکان میں تو نہیں آ گئے؟"

ناگ نے بڑے اعتماد سے کہا:

"نہیں۔ میں ایک ہیرا فروخت کرنے آیا ہوں۔"

جوہری نے آنکھیں اوپر گھما کر کہا:

"اوہ! کہاں ہے ہیرا؟"

ناگ نے جیب سے انڈے کے برابر ہیرا نکال کر جوہری کے سامنے رکھا تو اسے دیکھتے ہی انگریز جوہری کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ کیوں کہ اتنا بڑا ہیرا اس نے آج تک نہیں دیکھا تھا۔ اسے پہلا جو خیال آیا وہ یہ تھا کہ یقیناً یہ ہیرا نقلی ہو گا۔ اس نے اپنی آنکھوں کے ساتھ شیشہ لگا کر ہیرے کو اچھی طرح سے پرکھا۔ ہیرا بالکل اصلی تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جوہری تو حیران ہو گیا۔
اس نے جلدی سے دوسرے انگریز جوہری کو بلایا اور ہیرا دکھایا۔ وہ بھی ہیرے کو دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ اب انہوں نے ناگ کو اوپر نیچے دیکھا۔

"مسٹر! یہ ہیرا تمہیں کہاں سے ملا ہے؟"

ناگ نے کہا:

"یہ ہمارا خاندانی ہیرا ہے۔ ہمارے حالات اچھے نہیں ہیں۔ اس لیے میں اسے بیچنا چاہتا ہوں۔"

ٹھگنے جوہری نے اپنے ساتھی کی طرف دیکھا اور پھر ناگ کی طرف دیکھ کر بولا:

"تم اس کے عوض کتنی رقم چاہتے ہو؟"

ناگ نے کہا:

"جتنی رقم تم دے سکتے ہو دے دو۔"

ٹھگنے جوہری نے کہا:

"ہم تمہیں اس ہیرے کے عوض ایک لاکھ پونڈ دے سکتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ مجھے منظور ہے۔" ناگ نے کہا۔

اصل میں ٹھگنے قد کے جوہری اور اس کے ساتھی کی نیت ٹھیک نہیں تھی۔ انہیں چاہیے تو یہ تھا کہ پولیس

کو خبر کرتے کہ ایک عجیب مزدور سا نوجوان انتہائی قیمتی ہیرا کہیں سے چُرا کر لے آیا ہے۔ مگر انہوں نے ایسا نہ کیا اور ناگ کو ایک لاکھ پونڈ کے نوٹ لفافے میں ڈال کر دے دیئے۔ جب ناگ نوٹ لے کر دکان سے چلا گیا تو ٹھگنے جوہری نے ایک آدمی کو بلا کر کہا:

"اس نوجوان کا پیچھا کرو۔ اس کے پاس ضرور اور جواہرات بھی ہوں گے۔"

جوہری یہ چاہتا تھا کہ اگر ناگ کے پاس کوئی خزانہ ہے تو وہ اس کو اپنے قبضے میں لے کر اور ناگ کو ہلاک کروا ڈالے۔ یہ انگریز جاسوس ناگ کے پیچھے لگ گیا۔

ناگ کو اس کی کچھ خبر نہیں تھی۔ وہ ایک لاکھ پونڈ لے کر سیدھا یتیم خانے پہنچا۔ سب یتیم لڑکوں کو ایک کمرے میں جمع کیا اور بولا:

"میرے دوستو! مسٹر کوڈی آج تک تم پر ظلم کرتا رہا ہے اس نے تم سے تمہاری مرضی کے خلاف چوریاں کروائیں خدا تمہیں معاف کرے۔ لیکن میں تمہاری اس گناہ آلود زندگی سے تمہیں نجات دلانا چاہتا ہوں۔ تاکہ تم کسی ہوسٹل میں داخل ہو کر تعلیم حاصل کرو اور اچھے اچھے گرم کپڑے بنوا کر پہنو اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پڑھ لکھ کر شریف شہریوں کی طرح زندگی بسر کر سکو۔ مجھے بتاؤ کہ یہاں ایسا کون سا سکول ہے۔ جس کا کوئی ہوسٹل بھی ہے۔"

یتیم لڑکے بڑے خوش ہوئے۔ انہوں نے ناگ کو بتایا کہ لندن میں گرائمر سکول ایک ایسا سکول ہے جس کا ایک ہوسٹل بھی ہے۔

ناگ نے کہا:

"تم لوگ میرے ساتھ چلو۔ میں تم سب کو گرائمر سکول میں داخل کراؤں گا۔ ساتھ ہی تمہیں ہوسٹل میں بھی ایک ایک کمرہ لے دوں گا۔ تم سب کے نام الگ الگ بینک میں پونڈ جمع کرا دیئے جائیں گے جس سے تم ہوسٹل اور اپنی پڑھائی کا خرچہ پورا کرو گے۔"

ناگ نے شام ہونے سے پہلے پہلے یتیم خانے کے سارے بچوں کو سکول میں داخل کروا دیا اور ہوسٹل میں بھی انہیں کمرے لے کر دے دیئے۔ ان کے لیے کپڑے بھی خرید کر انہیں پہنائے۔ یتیم بچے بے حد خوش تھے۔

جب ناگ ان سے رخصت ہونے لگا تو لڑکوں نے ناگ سے گرم جوشی کے ساتھ ہاتھ ملایا اور اس کا بیحد

شکریہ ادا کیا۔

جوہری کا انگریز جاسوس برابر ناگ کے پیچھے لگا ہوا تھا اور یہ ساری کارروائی دیکھ رہا تھا۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ اگر یہ شخص اتنا دل کھول کر دوسروں پر پیسہ خرچ کر رہا ہے تو ضرور اس کے پاس کوئی خفیہ خزانہ ہو گا۔ ناگ نے اپنے لیے پانچ سو پونڈ رکھ لیے تھے جو ۱۹۰۴ء کے زمانے میں بہت بڑی رقم تھی۔

ناگ نے اپنے لیے گرم کپڑے خریدے۔ ایک درمیانے درجے کے ہوٹل میں کمرہ لے لیا۔ گرم پانی سے غسل کر کے کپڑے پہنے اور شام کو تھوڑی سی سیر کے بعد کمرے میں آ کر گرم بستر پر لیٹ گیا۔

جاسوس اس کے ہوٹل کے باہر فٹ پاتھ پر گرم کوٹ کے کالر اٹھائے سر پر پرانا گرم ہیٹ جمائے سردی میں کھڑا تھا اور ناگ کے کمرے کی روشنی کو دیکھ رہا تھا۔ جب کافی گذر گئی اور ناگ کمرے سے باہر نہ نکلا تو جاسوس وہاں سے سیدھا مکار جوہری کے مکان پر گیا۔ اس نے اسے بتایا کہ ناگ ایک پراسرار نوجوان ہے۔

"میرا خیال ہے کہ اس نے ہیرے جواہرات کا خزانہ خفیہ جگہ سے نکال کر اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جوہری کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ اس نے جاسوس سے کہا:

"اگر تم اس نوجوان سے خزانہ چھین کر لے آؤ تو اس میں سے آدھا خزانہ تمہیں دے دوں گا۔ بلکہ تم آدھا خزانہ اپنے پاس رکھ کر باقی آدھا مجھے دے دینا۔"

جاسوس بھی لالچ میں آ گیا۔ اس نے دل میں سو کہ کیوں نہ میں ناگ کو ہلاک کر کے سارے خزانے خود ہی قبضہ کر لوں۔ اس ٹھگنے جوہری کو خزانہ کر لیے دوں گا۔ مگر جوہری کو اس نے یہی کہا کہ وہ خزانہ اسے دے دے گا۔

یہ پروگرام بنا کر جاسوس نے دوسرے روز ایک فق کا بھیس بدلا اور ناگ کے ہوٹل کے باہر جا بیٹھا۔ جب ناگ ہوٹل سے باہر نکلا تو جاسوس نے آگے بڑھ کر اس سے کہا:

"مسٹر! ایک پنس دے جاؤ۔ میں چائے پی لوں گا۔"

ناگ نے جیب سے ایک شلنگ نکال کر اسے دے دیا۔ جاسوس نے شلنگ کو ہاتھ میں لے کر ایک ٹھنڈی آہ بھری اور بولا:

"مسٹر! کبھی اس قسم کے سکوں سے میرے گھر کی تجوری بھری رہتی تھی مگر افسوس کہ میرے چچا نے میری جائیداد پر قبضہ کر لیا اور اس کے غنڈے میری بیوی کو بھی اٹھا کر لے گئے۔"

یہ کہہ کر جاسوس مکاری سے آنسو بہانے لگا:

ناگ کے دل پر اس کی درد بھری کہانی کا بڑا اثر ہوا۔ اس نے جاسوس کو ایک مصیبت زدہ شخص سمجھ کر پوچھا کہ اس کے ساتھ ایسا ظلم کیوں ہوا۔

جاسوس روتے ہوئے بولا:

"اس لیے کہ میں کمزور تھا۔ میرا کوئی مددگار نہیں تھا۔ خدا جانے میری بیوی ظالموں کی قید میں کس طرح زندگی بسر کر رہی ہو گی۔"

ناگ تو ہمیشہ مصیبت زدہ لوگوں کی مدد پر تیار رہتا تھا۔ اس نے جاسوس کو تسلی دی اور کہا کہ وہ اسے اپنی ساری دکھی داستان سنائے۔ چالاک جاسوس نے ایک بڑی ہی دردناک من گھڑت کہانی سنا ڈالی۔ ناگ کے دل پر بڑا اثر ہوا۔ اس نے کہا:

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہاری بیوی کو ان غنڈوں نے کہاں قید کر رکھا ہے؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہاں" جاسوس نے نقلی آنسو پونچھ کر کہا: "میں وہ جگہ جانتا ہوں۔ کیا تم میری بیوی کو ان غنڈوں سے چھڑا سکو گے؟ نہیں۔ وہ بڑے قاتل قسم کے لوگ ہیں۔ وہ تمہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ تم کیوں میرے لیے اپنی جان خطرے میں ڈالتے ہو۔ خدا تمہارا بھلا کرے۔"

ناگ نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا: "نہیں بھائی۔ میں تمہاری ضرور مدد کروں گا اور یقین کرو میں تمہاری بیوی کو غنڈوں کی قید سے چھڑا لوں گا۔"

جاسوس یہی چاہتا تھا کہ ناگ اس کے ساتھ چ تاکہ وہ اسے ایک جال میں پھنسا کر اس سے خز کا مطالبہ کرے۔ اس نے سر جھکا لیا اور بولا: "خدا تمہاری مدد کرے۔ تم نے ایک غریب انسان کو پھر سے حوصلہ دیا ہے۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میری بیوی کو غنڈوں نے کہاں قید کر رکھا ہے۔"

انگریز جاسوس نے ناگ کو بتایا کہ غنڈے اس کی بیوی کو دریا کے پرانے پل کے نیچے ایک خفیہ تہہ خانے

میں رکھے ہوئے ہیں۔ وہاں ہر وقت پہرہ لگا رہتا ہے اور کوئی اندر نہیں جا سکتا۔

"لیکن مجھے اس تہہ خانے کا ایک خفیہ راستہ معلوم ہے۔ میں اکیلا اس راستے سے اندر جاتے ہوئے ڈرتا تھا۔ اگر تم میرے ساتھ ہو گے تو میں تمہاری راہ نمائی کروں گا۔"

ناگ بولا: "میں ابھی تمہارے ساتھ جانے کو تیار ہوں۔"

مکار جاسوس کہنے لگا:

"نہیں نہیں۔ دن کے وقت وہاں جانا اپنی زندگی کو خطرے میں ڈالنے کے برابر ہو گا ہمیں رات کے وقت جانا چاہیے جب اندھیرا چھا جائے۔ میں رات کے وقت یہاں آ جاؤں گا۔ کیا تم میرا انتظار کرو گے؟"

ناگ بولا: "کیوں نہیں۔ میں تمہاری مدد کرنا چاہتا ہوں۔ تم رات کو مجھے اسی جگہ پاؤ گے۔"

جاسوس نے ناگ کا ہاتھ چوم لیا اور بناوٹی آنسو بہا کر اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے چلا گیا۔ ناگ شہر کی سیر و تفریح کو نکل گیا۔ دل میں اس کے یہ خیال بھی تھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہ شاید کسی جگہ عنبر ماریا اور کیٹی سے ملاقات ہو جائے
یا اس بات کا راز کھلے کہ وہ واقعی اپنی دنیا کے پرانے
زمانے میں آ گیا ہے یا یہ محض اس کی نظر کا دھوکہ
ہے۔ کیوں کہ اس کی دنیا تو ایٹمی جنگ میں تباہ ہو
چکی تھی۔

دوسری طرف مکار جاسوس سیدھا اپنے گھر پہنچا۔ اپنی گ
کے بارے میں اس نے ٹھگنے جوہری کو کچھ نہیں بتایا
تھا۔ یہ جاسوس اکیلا ہی ناگ کے خزانے کو ہتھیانا چاہتا
تھا۔ اس نے ناگ کو دریا کے پرانے پُل کے نیچے جس
خفیہ تہہ خانے کا پتہ بتایا تھا وہاں اس کی نہ کوئی بیو
موجود تھی اور نہ کوئی غنڈے ہی تھے۔ یہ ایک ویرا
اور گمنام تہہ خانہ تھا جہاں سو سال پہلے بادشاہ اپ
دشمنوں کو قید کیا کرتے تھے۔ جاسوس کو اس تہہ خانے ک
سارے خفیہ راستوں کا علم تھا کیوں کہ وہ لندن ہی کا
رہنے والا تھا اور جاسوسی کے سلسلے میں وہاں دو ایک
بار جا چکا تھا۔

ناگ سے الگ ہوتے ہی یہ کمینہ جاسوس سیدھا دریا
کے پرانے پل کے تہہ خانے میں گیا۔ تہہ خانے کے راستوں
کا جائزہ لیا اور پھر شہر میں آ کر ایک پستول خریدا۔ اس

میں بکسے کی گولیاں اور بارود بھرا اور اپنی موٹی قمیض کے
اندر چھپا لیا۔ اب وہ رات ہونے کا انتظار کرنے لگا۔
لندن کہر میں ڈوبا ہوا تھا۔ سخت سردی پڑ رہی تھی۔ آسمان
پر گہرے بادل چھائے تھے۔ لوگ سردی کی وجہ سے اپنے
گھروں میں گھس گئے۔ سڑکیں اور گلیاں سنسان ہو گئیں۔ گلیوں
اور بازاروں کے کونوں میں روشن گیس کے ہنڈولوں کی روشنی
بھی کہر میں لپٹی ہوئی تھی۔

ناگ کو سردی بہت ہی کم لگتی تھی۔ وہ معمولی گرم لمبے
کوٹ میں اپنے ہوٹل سے نکل کر وعدے کے مطابق فٹ پاتھ
پر آ کر کھڑا ہو گیا۔ اور بدنصیب فقیر کا انتظار کرنے لگا۔
جاسوس وہاں قریب ہی ایک درخت کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔
جب اس نے ناگ کو فٹ پاتھ پر کھڑے دیکھا تو خود
بھی مریل چال چلتا، چہرے کو اداس بنائے وہاں آ گیا۔ ناگ
کو سلام کیا اور کہا:

"میرے بھائی! ایک بار پھر میں تمہیں کہوں گا کہ
تم نوجوان ہو۔ میرے لیے اپنی جان خطرے میں
نہ ڈالو۔"

اصل میں جاسوس ناگ کو اور پکا کرنا چاہتا تھا۔
ناگ نے مسکرا کر کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تم میری فکر نہ کرو۔ میں جب تک تمہاری بیوی کو غنڈوں کے چنگل سے چھڑا نہ لوں گا مجھے چین نہیں آئے گا۔ چلو۔ مجھے دریا کے پرانے پُل پر لے چلو۔"

دل میں مکار جاسوس بڑا خوش ہوا۔ ناگ نے ایک گھوڑا گاڑی کو رکوا لیا۔ اس میں بیٹھ کر وہ لندن کو کہر آلود ٹھنڈی سنسان گلیوں بازاروں میں گزرتے دریا کے پرانے پل کے پاس جا کر اُتر گئے۔

ناگ نے جاسوس سے کہا:

"تم نے مجھے اپنا نام ابھی تک نہیں بتایا دوست۔"

جاسوس بولا: "سر میرا نام الفریڈ ہے اور میں نے آپ سے بھی نام نہیں پوچھا ابھی تک۔"

ناگ نے مسکرا کر کہا:

"تم مجھے ناگ کہہ کر پکار سکتے ہو۔"

جاسوس آگے آگے دریا کے پل کی طرف چلا اور بولا:

"یہ مجھے انڈین نام لگتا ہے۔"

ناگ نے کہا:

"میں انڈیا میں کچھ دیر رہا ضرور ہوں۔ مگر میں مصر کا رہنے والا ہوں اور لندن میں سیر کرنے

آیا ہوں۔"

جاسوس نے جب سنا کہ ناگ مصر کا رہنے والا ہے تو اس کے دل میں یہ خیال اور پختہ ہو گیا کہ ناگ کے پاس خزانہ ضرور ہو گا۔ کیوں کہ ملک مصر میں پرانے بادشاہوں کے بے شمار خزانے دفن تھے۔

جاسوس پل کے عقب میں آ گیا۔ یہاں شکستہ پتھروں کی سیڑھیاں نیچے اندھیرے میں اتر رہی تھیں۔ جاسوس آگے آگے تھا۔ کہنے لگا:

"مسٹر ناگ! یہاں سے تہہ خانے کو خفیہ راستہ جاتا ہے۔ اب تم خاموش رہنا۔ آواز بالکل نہ نکالنا۔"

ناگ نے سوال کیا:

"کیا غنڈوں کا پہرے دار یہاں نہیں ہو گا؟"

جاسوس کہنے لگا:

"میں دوسرے راستے سے تمہیں لایا ہوں۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ اس طرف بھی غنڈوں کا کوئی آدمی چھپا ہوا ہو۔ اس لیے ہمیں اونچی آواز میں بات نہیں کرنی ہو گی۔ میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دونوں اندھیری سیڑھیوں میں اتر گئے۔

یہ پتھر کی سیڑھیاں بہت پرانے زمانے کی تھیں۔ اندھیرے میں جاتے ہی جاسوس نے جیب سے موم بتی نکال کر روشن کر لی اور آگے چلنے لگا۔ ناگ نے موم بتی کی روشنی میں دیکھا کہ وہ ایک تنگ راستے سے گذر رہے ہیں۔ پتھر کی دیوار سیاہ ہے جس میں سے پانی ٹپک رہا ہے۔ فرش پر بھی پانی تھا۔ اچانک جاسوس کا پاؤں پھسلا اور وہ فرش پر گر پڑا۔ اب ایسا ہوا۔ کر گرنے سے اس کی قمیض کے اندر چھپایا ہوا پستول بھی فرش پر گر پڑا۔

ناگ نے پوچھا:

"یہ تم پستول کس لیے لائے تھے الفریڈ؟"

جاسوس نے فوراً جواب دیا:

"مسٹر ناگ! کیا تم بغیر ہتھیار کے غنڈوں کا مقابلہ کرو گے۔ یہ میں تمہارے لیے لایا تھا۔ یہ لو تم اسے رکھو اپنے پاس۔"

جاسوس نے فرش پر سے پستول اٹھا کر ناگ کو دیتے ہوئے کہا۔

ناگ کو پستول کی ضرورت تو نہیں تھی لیکن پھر بھی اپنی حفاظت کے خیال سے اس نے پستول لے کر رکھ لیا۔

جاسوس نے پستول اس لیے دے دیا تھا کہ ناگ کو اس کی نیت پر شک نہ ہو۔ پستول کے ہاتھ سے نکل جانے سے اب اس نے ناگ کو ہلاک کرنے کا ایک دوسرا منصوبہ بنایا۔

جاسوس جانتا تھا کہ اسی دریا کے نیچے والے تہ خانے میں ایک ایسی کوٹھڑی بھی ہے جس میں بادشاہ کے دشمنوں کو بند کر کے پانی چھوڑ دیا جاتا تھا اور دشمن کوٹھڑی میں ڈوب کر مر جاتے تھے۔ اس نے ناگ کو اس کوٹھڑی میں لا کر ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اسے یقین تھا کہ ناگ کو ختم کرنے کے بعد ہی وہ اس کے خزانے پر قبضہ کر سکتا ہے جو اس نے اپنے ہوٹل کے کمرے میں کسی جگہ چھپا کر رکھا ہوا ہے۔

اب وہ ناگ کو لے کر ایک دوسری سرنگ میں داخل ہو گیا۔ یہاں سے ایک پیچ دار تنگ و تاریک راستہ موت کی کوٹھڑی کی طرف جاتا تھا۔ آگے ایک دروازہ آ گیا جو پتھر کا تھا۔ یہاں آ کر جاسوس رُک گیا۔ اس نے موم بتی والا ہاتھ اوپر اٹھا کر بند دروازے پر روشنی ڈالی اور سرگوشی میں ناگ کو بتایا۔

"اس دروازے کی دوسری طرف ایک سیڑھی نیچے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اترتی ہے۔ وہاں غنڈوں کا خفیہ ٹھکانہ ہے۔ مجھے یہاں سے آگے جاتے ہوئے ڈر لگ رہا ہے۔"

ناگ نے کہا:

"تمہیں جانے کی ضرورت نہیں۔ اب میں جاؤں گا تم اسی جگہ میرا انتظار کرو۔"

جاسوس نے موم بتی بڑھا کر کہا:

"میرے بھائی! یہ موم بتی لے جاؤ ساتھ۔"

ناگ بولا: "نہیں۔ مجھے موم بتی کی ضرورت نہیں ہے۔"

یہ کہہ کر ناگ نے پوچھا:

"یہ دروازہ کدھر سے کھلتا ہے؟"

جاسوس کو پتہ تھا کہ دروازہ کہاں سے کھلتا ہے۔ وہ اس تہہ خانے کے سارے رازوں سے واقف تھا۔ اس نے ایک جگہ دیوار کے طاق میں ہاتھ ڈال کر ہتھی کو گھمایا تو ایک گڑگڑاہٹ کے ساتھ پتھر کا دروازہ کھل گیا۔

ناگ نے دیکھا کہ ایک زینہ نیچے جا رہا تھا۔ جاسوس پیچھے ہٹ گیا۔ جونہی ناگ دروازے میں سے گذر کر سیڑھیاں اترنے لگا جاسوس نے جلدی سے طاق میں ہاتھ

ڈال کر ہتھی گھما دی۔

ایک گڑگڑاہٹ کے ساتھ دروازہ بند ہو گیا۔ ناگ نے چونک کر پیچھے دیکھا۔ پتھر کا دروازہ بند ہو چکا تھا۔ وہ حیران سا ہوا کہ اس شخص نے اتنی جلدی دروازہ کس لئے بند کر دیا؟ ناگ کے دل میں شک سا پیدا ہوا۔ ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ بند دروازے کے پیچھے سے جاسوس کے قہقہے کی آواز بلند ہوئی اور اس نے اونچی آواز میں کہا:

"مسٹر ناگ! تم موت کی کوٹھڑی میں بند ہو چکے ہو۔ اب تمہاری زندگی صرف اسی صورت میں بچ سکتی ہے کہ مجھے اس خزانے کا پتہ بتا دو جس میں سے تم انڈے کے برابر ہیرا جوہری کے پاس لائے تھے۔"

اب ساری بات ناگ سمجھ میں آ گئی۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ شخص کوئی ڈاکو ہے اور جوہری کی دکان سے ہی اس کے پیچھے لگا ہے۔

ناگ نے بلند آواز میں جواب دیا:

"مسٹر الفریڈ! یقین کرو۔ میرے پاس کوئی خزانہ نہیں ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تو پھر وہ ہیرا تم کہاں سے لائے تھے؟ ایسا ہیرا کسی خفیہ شاہی خزانے میں ہی مل سکتا ہے۔"

ناگ نے کہا:

"یہ میں تمہیں نہیں بتا سکتا کہ میں وہ ہیرا کہاں سے لایا تھا۔ لیکن یقین کرو کہ میرے پاس کوئی خزانہ نہیں ہے۔"

الفریڈ کی غصّہ بھری آواز دیوار کے پیچھے سے سنائی دی:

"تم بکواس کرتے ہو۔ میں جانتا ہوں تم نے خزانہ نکال کر اپنے کمرے میں کسی جگہ چھپایا ہوا ہے۔ میں ابھی جا کر اس پر قبضہ کرتا ہوں۔"

ناگ نے کہا:

"لیکن مجھے تو باہر نکالو۔"

دیوار کی دوسری جانب سے الفریڈ نے قہقہہ لگا کر کہا:

"اب تم اس کوٹھڑی میں ہی مرو گے۔ پرانے زمانے میں یہاں بادشاہ اپنے دشمنوں کو پانی میں ڈبو کر ہلاک کیا کرتے تھے۔ تھوڑی دیر بعد تمہارے اس تہہ خانے میں بھی پانی آنا شروع ہو جائے گا۔ اچھا دوست خدا حافظ!"

ناگ آوازیں ہی دیتا رہا مگر الفریڈ کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔

مکّار الفریڈ جاسوس نے پتھر کے مضبوط ترین بند دروازے کی دوسری جانب بنے ہوئے طاق میں ہاتھ ڈالا اور ایک ہتھی کو زور سے پیچھے کی طرف گھمانا شروع کر دیا۔ اس ہتھی کے گھمانے سے جس تہہ خانے میں ناگ بند تھا اس میں خفیہ نل کے ذریعے پانی اندر آنا شروع ہو گیا۔ مکّار جاسوس اس کام سے فراغت پا کر وہاں سے سیدھا اپنے فلیٹ پر آ گیا۔ یہاں اس نے لباس تبدیل کیا۔ ایک پولیس افسر کے کپڑے پہنے اور اس ہوٹل میں آ گیا جہاں ناگ ٹھہرا ہوا تھا۔ اس نے ہوٹل کے مالک کو اپنا پولیس افسری کا کارڈ دکھا کر کہا:

"یہاں ناگ نام کا ایک مشتبہ مسافر ٹھہرا ہوا تھا۔ پولیس کو معلوم ہوا ہے کہ وہ حکومت کے خلاف ایک گروہ میں کام کرتا ہے۔ میں اس کے کمرے کی تلاشی لینا چاہتا ہوں۔"

ہوٹل کے مالک کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا بلکہ اُلٹا اس نے کہا:

"سر! آپ چاہے سارا دن کمرے میں تلاشی لیتے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہیں آپ کو کوئی کچھ نہیں کہے گا لیکن خدا کے لیے کسی کو بتائیں نہیں۔ ہمارے ہوٹل کی سخت بدنامی ہو گی اور گاہک ادھر کا رُخ کرنا چھوڑ دیں گے۔"

جاسوس کو اور کیا چاہیے تھا۔ اس نے کہا: "فکر نہ کرو۔ یہ بات کسی کو معلوم نہیں ہو گی۔"

اس انگریز جاسوس نے ناگ کے کمرے میں گھس
ایک ایک شے کی تلاشی لی مگر اسے کہیں کوئی خزانہ
ملا۔ وہ ناامید ہو کر واپس جانے ہی لگا تھا کہ اچانک ا
کی نظر الماری کے کونے میں پڑی۔ وہاں ایک تھیلا پ
تھا۔ جاسوس نے تھیلا کھولا تو اسے اس میں وہی ج
کا نقشہ ملا جس کو ناگ نے یتیم خانے کے لالچی مین
کے لیے بنایا تھا۔

نقشہ دیکھ کر جاسوس کی باچھیں کھل گئیں۔ یہ تو خزا
کا نقشہ تھا۔ اسے لپیٹ کر جیب میں ڈالا اور جاسو
ہوٹل سے نکل کر اپنے فلیٹ پر آ گیا۔ یہاں اس
نقشے کو کھول کر غور سے دیکھا۔ وہاں دریا بنا ہوا تھا
دریا پار چٹانیں تھیں اور ایک سیاہ پہاڑی پر نشا
لگا تھا۔ جاسوس اسی علاقے کا رہنے والا تھا۔ فوراً

گیا کہ یہ سیاہ پہاڑی دریا کے پار ایک جنگل کے کنارے پر چٹانوں کے عقب میں واقع ہے۔

اس نے گھوڑا گاڑی لی اور آدھے گھنٹے کے اندر اندر چٹانوں کے پیچھے والی سیاہ پہاڑی کے دامن میں پہنچ گیا۔ یہاں وہی کھوہ بنا ہوا تھا جہاں ناگ یتیم خانے کے مینجر کو لے کر داخل ہوا تھا اور جہاں خزانہ دفن تھا اور سانپ اس کی حفاظت کر رہا تھا۔ لالچی جاسوس نے کھوہ میں داخل ہوتے ہی موم بتی روشن کر لی اور غور سے زمین کو دیکھنے لگا۔

ایک جگہ اسے تازہ تازہ مٹی نظر آئی۔ یہاں اگرچہ زمین برابر کر کے اوپر ناگ نے پتھر بکھیر دیئے تھے مگر صاف لگتا تھا کہ کسی نے کچھ دیر پہلے یہ زمین کھودی تھی۔ جاسوس نے موم بتی ایک پتھر پر لگا لی اور ہاتھوں سے زمین کھودنی شروع کر دی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مقدس فادر

ایک فٹ زمین کھودنے کے بعد صندوقچہ نکل آیا۔

جاسوس نے صندوقچے کو کھولا تو جواہرات کی چمک دمک سے اس کی آنکھیں چکا چوند ہو کر رہ گئیں۔ اس نے دونوں ہاتھ لہرا کر خوشی کا نعرہ لگایا۔ آخر اسے خزانہ مل گیا تھا۔ اس نے جلدی سے صندوقچے میں سے سارے جواہرات نکال کر رومال میں ڈالے اور ابھی وہ رومال باندھ ہی رہا تھا کہ اسے اپنے پیچھے پھنکار کی آواز سنائی دی۔ جاسوس نے چونک کر پیچھے دیکھا۔ خوف کے مارے اسے پسینہ آ گیا۔ موم بتی کی روشنی میں ایک دو فٹ لمبا سانپ اپنا بھیانک پھن اٹھائے اس سے دو قدم کے فاصلے پر کھڑا اپنی لال لال آنکھوں سے اسے تک رہا تھا اور بار بار اپنی سرخ زبان نکال رہا تھا۔

جاسوس کے تو ہوش گم ہو گئے۔ سمجھ گیا کہ یہ اس خزانے کا سانپ ہے اور اسے زندہ نہیں چھوڑے گا۔

اس نے بھی سانپ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔ وہ سانپ پر اچانک حملہ کرنا چاہتا تھا۔ مگر سانپ اتنا بے وقوف نہیں تھا۔ اس نے دیکھ لیا تھا کہ اس کا دشمن اس کی طرف آہستہ آہستہ کھسک رہا ہے۔ جاسوس نے بڑی آہستگی سے اپنا ایک ہاتھ جیب کی طرف بڑھایا۔ اس جیب میں اس نے چاقو رکھا ہوا تھا۔ اس کی سکیم یہ تھی کہ جیب سے چاقو نکال کر سانپ پر وار کر دے گا۔

مگر سانپ نے اسے اتنی مہلت نہ دی۔ جونہی جاسوس نے جیب میں ہاتھ ڈالا سانپ اپنی جگہ سے اچھلا اور اس نے لپک کر جاسوس کی کلائی پر ڈس دیا اور ایک سیکنڈ میں وہاں سے ہٹ گیا۔ جاسوس نے فوراً اپنی کلائی کو زور سے پکڑ لیا تھا کہ زہر اُوپر نہ جائے۔ مگر یہ کوئی معمولی سانپ نہیں تھا۔ خزانے کا سانپ تھا۔ اس کا زہر جاسوس کے خون میں داخل ہوتے ہی اس کے جسم میں بجلی کے کرنٹ کی طرح پھیل گیا تھا اور زہر نے خون کے سفید ذرات کو پھاڑنے کا عمل شروع کر دیا تھا۔

جاسوس اپنی کلائی کو پکڑے پکڑے زمین پر گر پڑا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کا سارا جسم لرزنے لگا۔ پہلے ٹانگیں سُن ہوئیں اس کے بعد باقی جسم بھی بے جان ہو گیا اور کان اور نتھنوں سے سیاہ خون بہنے لگا۔ سانپ اندھیرے سے نکل کر جاسوس کے پاس آ گیا۔ اس نے اپنا پھن اُٹھا رکھا تھا۔ جاسوس پر موت کی غشی چھا رہی تھی۔ سانپ اسے غور سے دیکھتا رہا۔ جب جاسوس مر گیا تو سانپ نے جواہرات کو گڑھے میں صندوقچے سمیت گرایا اور اوپر اپنے جسم سے مٹی اور پتھر ڈالنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف ناگ تہہ خانے میں بند باہر نکلنے کا راستہ تلاش کر رہا تھا۔ تہہ خانے میں کسی خفیہ جگہ سے پانی اُبل اُبل کر اندر آ رہا تھا اور ناگ کے ٹخنوں تک پانی آ گیا تھا۔ ناگ نے دیکھا کہ اس تہہ خانے میں پہلے ہی کئی انسانی ڈھانچے پڑے تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جنہیں بادشاہ کے حکم سے یہاں ڈبو دیا گیا تھا۔ اب ان کی ہڈیوں کے پنجر ہی باقی رہ گئے تھے۔

ناگ نے آخر ایک جگہ فرش میں وہ جگہ تلاش کر لی جہاں سے پانی نکل کر اندر تہہ خانے میں آ رہا تھا۔ یہاں سے ناگ باہر نکل سکتا تھا۔ مگر یہ سوراخ ایک تو چھوٹا تھا دوسرے اس میں پتھر کی جالی لگی ہوئی تھی۔ ناگ نے سانس

اوپر کھینچی اور ایک دھاگے جتنے باریک سیاہ سانپ کا روپ دھار لیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ پانی میں سوراخ کے اندر داخل ہوا۔

پانی کا زور بہت زیادہ تھا۔ ناگ بڑی جد و جہد اور کوشش کے بعد سوراخ میں سے دوسری طرف چلا گیا یہ ایک پتھر کا پائپ تھا جس میں سے پانی تیزی سے تہہ خانے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ناگ اپنی پوری طاقت کو استعمال کرتے ہوئے پانی میں آگے ہی آگے بڑھتا چلا گیا۔ پانی کا پائپ زمین کے اندر ہی اندر بہت دُور تک چلا گیا تھا۔ ناگ بڑھتا گیا۔ کافی دور چلنے کے بعد اسے پانی کے بہاؤ میں کمی کا احساس ہوا۔ اس نے اپنا منہ اور سر اوپر کو اُٹھایا۔

اب اس کا سر پتھر کے پائپ کی چھت سے ٹکرانے کی بجائے پانی کی سطح سے باہر نکل آیا۔ ناگ نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ اوپر آسمان بادلوں میں لپٹا ہوا تھا۔ وہ لندن کے دریائے ٹیمز میں نکل آیا تھا۔ اس کی دونوں جانب دریا کے کناروں پر گہری تاریکی اور سناٹا طاری تھا۔

بائیں جانب اونچے درختوں کے جھنڈ تھے جس میں سے ایک گرجے کا مینار اوپر کو اُبھرا ہوا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے سوچا کہ اس گرجے میں چل کر رات بسر کرنی چاہیے۔

اس نے سانپ ہی کی شکل میں پانی کی سطح پر تیرنا شروع کر دیا۔ بہت جلد وہ دریا کے کنارے پر آگیا۔ یہاں پہنچنے کے بعد ناگ نے ایک بار پھر اپنی اصلی انسانی شکل اختیار کر لی اور درختوں کی طرف بڑھا۔ شاید رات آدھی گذر رہی تھی۔ ہر طرف خاموشی، سناٹا، اندھیرا اور سخت سردی تھی۔ ناگ کے کپڑے اگرچہ بھیگے ہوئے تھے مگر اسے سردی نہیں لگ رہی تھی۔

گنجان درختوں کے نیچے بہت اندھیرا تھا اور یہاں ناگ نے کئی ایک پکی قبریں دیکھیں جن پر صلیبیں لگی تھیں۔ شاید یہ عیسائی پادریوں کی قبریں تھیں۔ سامنے چرچ یعنی گرجا کی اونچی عمارت کھڑی تھی۔ اس کا دروازہ بند تھا۔ کوئی ایسی جگہ نہیں تھی جہاں ناگ باقی رات گذار سکے۔ اس کا اپنا ہوٹل وہاں سے بہت دور تھا اور اس وقت اسے سواری کا ملنا بھی مشکل تھا۔ لیکن جب وہاں کوئی جگہ نہ ملی تو ناگ نے ہوٹل جانے کا پروگرام بنایا۔

وہ واپس مڑنے ہی لگا تھا کہ اسے گرجا گھر کے پہلو میں ایک جگہ روشنی نظر آئی۔ اس نے غور سے دیکھا۔ یہ

موم بتی کی روشنی تھی جو اس اندھیری رات میں درختوں کے پیچھے روشن تھی۔ ناگ چلتا ہوا وہاں آیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ یہ ایک پرانا قبرستان ہے اور موم بتی ایک قبر کے سرہانے جل رہی ہے۔ ناگ کے لیے یہ موم بتی کسی کام کی نہیں تھی۔ وہ یہاں سے بھی واپس ہونے ہی لگا تھا کہ اسے دور جھاڑیوں میں قبرستان کے دروازے کی طرف ایک اور روشنی دکھائی دی جو آہستہ آہستہ قریب آ رہی تھی۔

ناگ وہیں رک گیا اور ایک درخت کے پیچھے چھپ گیا۔ اس خیال نے کہ شاید یہ کوئی لاشیں چرانے والا ہے۔ کیوں کہ اس زمانے کے لندن میں لوگ قبروں میں سے لاشیں چرا کر ڈاکٹروں کے ہاتھ بیچ دیا کرتے تھے۔ جو اُن پر میڈیکل تجربے کرتے تھے۔ روشنی اور قریب آئی تو ناگ یہ دیکھ کر ٹھٹھک سا گیا کہ یہ ایک سفید لباس والی حسین اور پاکیزہ چہرے والی عورت تھی جس نے چاندی کے شمع دان میں لگی ہوئی موم بتی دونوں ہاتھوں میں تھام رکھی تھی۔ اس کا بے داغ پاکیزہ سفید لباس اس کے پیچھے گھاس اور جھاڑیوں پر سے گذرتا ساتھ ساتھ جا رہا تھا۔ مگر وہ کسی جھاڑی میں اٹک نہیں رہا تھا۔

ناگ یہ دیکھ کر بھی حیران ہوا کہ اس حسین عورت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے پاکیزہ چہرے کے گرد نُور کا ایک دائرہ بنا ہوا
تھا جس طرح ہم کبھی کبھی فرشتوں کی بنی ہوئی تصویروں
میں دیکھا کرتے ہیں۔ ناگ درخت کی اوٹ میں کھڑا
اس حسین اور پاکیزہ چہرے عورت کو تکتا رہا جس کے
چہرے پر بے حد سکون تھا اور وہ اس قبر کی طرف
آ رہی تھی جس پر پہلے ہی سے موم بتی روشن تھی۔

اس قبر کے پاس آکر پاکیزہ چہرے والی عورت
رُک گئی۔ اب ناگ نے غور سے دیکھا۔ اس عورت
کے چہرے سے نور کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں اور
ایک عجیب سی آسمانی خوشبو سارے قبرستان میں پھیل
گئی تھی۔ ایسی خوشبو ناگ نے اس سے پہلے کسی پھول
میں نہیں سونگھی تھی۔

عورت نے اپنے ہاتھ کی موم بتی بھی اس قبر پر
رکھ دی اور گھٹنوں کے بل جھک کر ہاتھ باندھ کر
سر جھکا لیا۔ وہ شاید دعا مانگ رہی تھی۔ ناگ بُت
بنا یہ منظر دیکھتا رہا۔ وہ اپنی جگہ سے ذرا سا بھی
نہیں ہل رہا تھا۔ دعا مانگنے کے بعد پاکیزہ عورت
نے جو ناگ کو کوئی آسمانی روح لگ رہی تھی، قبر
پر لگی صلیب کو بوسہ دیا اور دو قدم پیچھے ہٹ کر

سر جھکا کر کھڑی ہو گئی۔
اتنے میں قبر کے اوپر نورانی روشنی سی ہوئی اور
ایک تخت نمودار ہوا جس پر ایک سفید ڈاڑھی اور
سفید براق لباس والا بزرگ بیٹھا تھا۔ اس بزرگ کو
دیکھ کر پاکیزہ چہرے والی عورت نے ادب سے سر
جھکا کر سلام کیا اور کہا:

"مقدس فادر! عالم برزخ میں میرے مرحوم خاوند
کی روح کو ابھی کتنی دیر سزا بھگتنی ہو گی؟"

نورانی چہرے والے بزرگ نے بڑی شفقت بھری
آواز میں کہا:

"میری بیٹی! تمہارا خاوند تم سے بڑی محبت کرتا تھا۔
مگر اس نے ایک ایسا گناہ کیا کہ وہ جنت میں
تمہارے ساتھ داخل نہیں ہو سکا۔ وہ گناہ یہ
تھا کہ وہ تم سے جھگڑتا تھا اور تم پر ہاتھ اٹھاتا
تھا۔ بیٹی! دنیا میں جو آدمی کسی عورت کو مارتا
پیٹتا ہے اس کو مرنے کے بعد سخت سزا ملتی
ہے۔ تمہارے خاوند کو بھی اپنی سزا پوری کی
پوری بھگتنا ہو گی۔"

عورت نے غمگین آواز میں کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"مقدس فادر! کیا اپنی سزا بھگتنے کے بعد وہ میرے پاس جنّت میں آ جائے گا۔"

بزرگ نے کہا:

"اس کے لیے تمہیں خداوند کریم سے دعا کرنی ہو گی کیوں کہ تم اس کی بیوی ہو اور اس سے محبت کرتی رہی ہو۔ خداوند تمہاری دعا ضرور قبول کرے گا۔"

پاکیزہ چہرے والی عورت نے کہا:

"مقدس فادر! مجھے اجازت دیں کہ میں اپنی اصلی دنیا میں جا کر اپنے خاوند کی قبر پر اس کی مغفرت کے لیے دعا مانگ سکوں۔"

بزرگ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد بولے:

"اگر تم دعا کرنا چاہتی ہو تو میری طرف سے تمہیں اجازت ہے مگر پیاری بچّی! تمہاری اور ہماری اصلی دنیا ایٹمی جنگ کے بعد بالکل ہی بدل چکی ہے کیا تم اپنے خاوند کی قبر تک پہنچ سکو گی؟"

"میں کوشش کروں گی مقدس فادر!" عورت نے آہستہ سے کہا

بزرگ کہنے لگے:

"تو پھر جاؤ میری بچّی! میری طرف سے تمہیں اجازت ہے۔"

پاکیزہ چہرے والی عورت نے ادب سے بزرگ کو سلام کیا اور موم بتی والا شمع دان اٹھا کر جدھر سے آئی تھی ادھر کو چل دی۔ اس کے جانے کے بعد نورانی صورت والے بزرگ اپنی چوکی پر قبر کے اوپر اسی طرح بیٹھے رہے۔ ناگ سوچنے لگا کہ یہ بزرگ اب کس کا انتظار کر رہے ہیں؟

ابھی یہ خیال ناگ کے دل میں آیا ہی تھا کہ بزرگ کی آواز آئی:

"میرے بیٹے! تم درخت کے پیچھے کیوں چھپے ہوئے ہو میرے سامنے کیوں نہیں آتے؟"

ناگ پر تو جیسے بجلی گر پڑی۔ بزرگ نے اسے درخت کے پیچھے بھی دیکھ لیا تھا۔ وہ فوراً درخت کی اوٹ سے نکل کر سامنے آ گیا۔ نورانی چہرے والے بزرگ اس کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور بولے:

"ہم نے تمہیں دیکھ بھی لیا تھا اور پہچان بھی لیا ہے تم ناگ ہو اور عنبر ماریا کے ساتھ ہزاروں برس سے سفر کر رہے ہو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ تو ہلکا پھلکا سا ہو گیا تھا۔ رُک رُک کر بولا:

"مقدس فادر! اگر آپ سب کچھ جانتے ہیں تو مجھے یہ بھی بتا دیجئے کہ عنبر ماریا اور کیٹی اس وقت کہاں ہیں اور میں ان سے کیسے مل سکتا ہوں؟"

مقدس فادر چپ ہو گئے پھر بولے:

"میرے بچے! یہ ہماری کائنات میں گذرنے والے واقعات کا راز ہے جس کو میں فاش نہیں کر سکتا۔"

ناگ نے کہا:

"مقدس فادر! کم از کم مجھے یہ ہی بتا دیجئے کہ میں یہاں سے کس طرف جاؤں کہ آگے چل کر میری ملاقات عنبر ماریا اور کیٹی سے ہو جائے۔"

مقدس فادر نے کہا:

"تم واپس اپنی دنیا میں چلے جاؤ۔ ہو سکتا ہے اس دنیا میں تمہاری اپنے دوستوں سے ملاقات ہو جائے۔"

ناگ نے تعجب سے کہا:

"مگر مقدس فادر! میں اپنی دنیا ہی میں تو ہوں یہ لندن میری دنیا ہی میں ہے اگرچہ میں ۱۹۰۴ء سن میں نکل آیا ہوں۔ مگر یہ میری دنیا

کا ہی لندن شہر ہے۔ میں اس شہر میں پہلے بھی آ چکا ہوں۔"

مقدس فادر کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔ انہوں نے پُر سکون آواز میں کہا:

"یہ تمہاری بھول ہے میرے بچے! تم اپنی اس دنیا میں نہیں ہو جہاں روس اور امریکہ کے درمیان ایٹمی جنگ ہوئی تھی۔ تباہ کن میزائیل چلے تھے اور ساری دنیا پر زبردست تباہی نازل ہوئی تھی۔"

ناگ اور زیادہ حیران ہو کر بولا:

"تو پھر یہ کون سی دنیا ہے مقدس فادر؟"

بزرگ نے فرمایا:

"میرے بچے! یہ تمہاری اور ہماری اصلی دنیا کا عکس ہے۔ ہماری دنیا میں جو واقعات گذر چکے ہیں خلا میں ان تمام واقعات کا عکس اس سیارے پر سے گذر رہا ہے اور اس سیارے پر تمام گذرے ہوئے تاریخی واقعات پھر اسی ترتیب سے دوبارہ گذر رہے ہیں۔ یہ سیارہ ہماری تمہاری وہ دنیا نہیں ہے جس پر خوفناک ایٹمی جنگ ہوئی تھی۔ یہ خلا میں ایک دوسرا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سیارہ ہے۔"

ناگ یہ سن کر بہت حیران ہوا۔ مقدس فادر نے اسے سمجھایا کہ دنیا میں ہر گذرنے والے واقعے، ہر آدمی، ہر شے کا ایک عکس ہوتا ہے جس کو روشنی اپنے ساتھ لے کر خلا میں اپنا سفر شروع کرتی ہے۔ اگر ہم کسی طرح خلا میں اس سیارے پر پہنچ جائیں جہاں ہماری زمین کی روشنی ابھی نہ پہنچی ہو تو ہم دنیا کے سارے واقعات کو اسی ترتیب کے ساتھ پھر سے گذرتے دیکھیں گے۔

ناگ یہ سوچ کر تعجب کرنے لگا کہ جس زمین پر وہ اس وقت موجود ہے اور جس شہر لندن میں وہ چل پھر رہا ہے وہ اصل میں اس کی دنیا اپنی نہیں ہے۔ اس نے مقدس فادر سے کہا:

"مقدس فادر! کیا آپ مجھے میری اپنی اور اصلی دنیا میں پہنچا سکتے ہیں؟ ہو سکتا ہے وہاں میری ملاقات میرے بچھڑے ہوئے دوستوں سے ہو جائے۔"

بزرگ مسکرائے کہنے لگے:

"اگر تمہاری یہی خواہش ہے تو میں تمہیں تمہاری اصلی دنیا میں پہنچائے دیتا ہوں لیکن بیٹا! وہ دنیا تو ایٹم بموں نے تباہ کر دی تھی۔ اب کیا پتا

وہاں کس قسم کی زندگی شروع ہو چکی ہے۔"

ناگ نے کہا:

"خواہ وہاں کیسے ہی حالات کیوں نہ ہو آپ برائے مہربانی مجھے میری اصلی دنیا میں واپس پہنچا دیجئے۔ میں آپ کا بے حد شکر گذار ہوں گا۔"

بزرگ نے مسکراتے ہوئے فرمایا:

"جیسے تمہاری مرضی۔ تم ایسا کرو کہ اپنی آنکھیں بند کر کے اپنے دونوں ہاتھ سینے پر باندھ لو اور جب تک میں نہ کہوں، اپنی آنکھیں مت کھولنا۔"

ناگ نے آنکھیں بند کر کے اپنے سینے پر ہاتھ باندھ لیے اور خاموش کھڑا ہو گیا۔ اسے ایک دم ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے اسے اوپر اٹھا لیا ہے۔ اس کے پاؤں کے نیچے اب زمین نہیں تھی۔ جیسے وہ ہوا میں اڑتا جا رہا تھا۔ پھر اس کے پاؤں اپنے آپ زمین سے لگ گئے۔ اس کے کانوں میں بزرگ کی آواز آئی:

"بیٹا! اپنی آنکھیں کھول دو۔"

ناگ نے آنکھیں کھول دیں۔ کیا دیکھتا ہے کہ نہ وہاں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بزرگ ہیں۔ نہ لندن کا پرانا قبرستان ہے۔ نہ وہاں
ٹھٹھرتی رات اور درختوں کے جھنڈ ہیں اور نہ ہی
گرجا گھر ہے۔ بلکہ اس کی بجائے اردگرد دور تک
ایسی کالی سیاہ مخروطی پہاڑیاں ہی پہاڑیاں پھیلی ہوئی ہیں
جن کو لگتا تھا کہ آتش فشاں پہاڑ کے اگلتے ہوئے
لاوے نے بنایا ہے۔ ان پہاڑیوں کے پیچھے ایک
بڑا پہاڑ تھا جس میں سے دھواں نکل رہا تھا۔ یہ آتش
فشاں پہاڑ تھا۔ سورج بادلوں میں چھپا ہوا تھا اور
دن کی پھیکی روشنی چاروں طرف پھیلی تھی۔ آس پاس کوئی
درخت کوئی سبزہ نہیں تھا۔ ناگ وہیں کھڑا اس منظر
کو دیکھتا رہا۔

اسے یقین تھا کہ یہ اس کی اپنی ہی پرانی زمین
جس زمین پر اس نے عنبر ماریا اور کیٹی کے ساتھ
ہزاروں برس تک مل کر سفر کیا تھا۔ مگر اسے یہ معلوم
نہیں تھا کہ وہ کون سے ملک کون سے براعظم میں
اس قسم کے ہیبت ناک جوالا مکھی پہاڑ اس نے زمین
پر پہلے کبھی نہیں دیکھے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ ایک طرف
چل پڑا۔

زمین پتھریلی اور اونچی نیچی تھی۔ صاف لگ رہا تھا

یہ لاوا ہے جو کبھی جوالا مکھی سے اُبل کر یہاں پھیل گیا
تھی اور اب ٹھنڈا ہو کر جم گیا ہے۔ ناگ کچھ دُور تک
چلتا رہا۔ پھر اس نے سوچا کہ اسے ہوا میں اڑ کر اس
علاقے کا جائزہ لینا چاہیے۔ چنانچہ وہ سانس اوپر کھینچ کر عقاب
بن گیا اور اس نے فضا میں اڑنا شروع کر دیا۔

اڑتے اڑتے جب وہ اس علاقے کے بڑے آتش فشاں
پہاڑ کے اوپر پہنچا تو اس نے جھک کر نیچے دیکھا۔ آتش
فشاں پہاڑ کا دہانہ بہت بڑا تھا اور اس کے اندر نیچے
سرخ رنگ کا لاوا اُبل رہا تھا اور اس میں سے دھواں اور
گیس اٹھ رہی تھی۔

ناگ تیزی سے اس کے اوپر سے گذر گیا۔

آگے کچھ فاصلے پر لاوے کی سخت زمین کا سلسلہ
ختم ہو گیا اور ہرے بھرے گھاس کا میدان آ گیا۔ اس
میدان کے آخری کنارے پر اسے ایک اونچی پہاڑی پر
سیاہ میناروں والا ایک قلعہ دکھائی دیا۔ ناگ اڑتا اڑتا اس
قلعے کے اوپر پہنچ گیا۔

قلعے کے میناروں کے پتھر اکھڑے ہوئے تھے قلعہ بڑا
ویران اور کھنڈر تھا۔ اس کا ایک بڑا دروازہ بھی ٹوٹا
ہوا تھا۔ دروازے کے آگے ایک سڑک تھی جس کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کنارے کنارے جھاڑیاں اُگی تھیں۔ ناگ نیچے اُتر آیا۔ قلعے کے دروازے پر اوپر درمیان میں ایک انسانی ہڈیوں کا ڈھانچہ لٹک رہا تھا۔

ناگ کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ یہ انسانی ڈھانچہ یہاں کسی نے لٹکا رکھا ہے، کیوں کہ اسے وہاں کوئی انسان دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ قلعے کے دروازے کی ایک جانب سوکھے ٹنڈ منڈ درخت تھے۔ ناگ قلعے میں داخل ہو کر سراغ رسانی کرنے کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ اسے ایک آواز سنائی دی۔ یہ آواز اسے کسی پرانی موٹر کار کے انجن کی لگی۔

ناگ ہوا میں اڑتا ہوا آواز کی طرف چلا۔

قلعے کے کھنڈر سے دور جہاں میدان ختم ہو جاتا تھا اور گھنا جنگل شروع ہوتا تھا ناگ نے دیکھا کہ خشک برساتی نالے کے پُل پر ایک پرانی طرز کی فورڈ کار کھڑی ہے۔ ایک آدمی اس کا بونٹ اٹھائے اسے ٹھیک کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ کار کا انجن چل رہا تھا۔

ناگ ایک انسان کو دیکھ کر خوش ہوا کہ چلو اپنی دنیا کی زمین پر کوئی انسان تو نظر آیا کہ جس سے وہ بات چیت کر کے پوچھ سکتا ہے کہ یہ کون سا ملک ہے۔

کون سا بڑا عظم ہے۔ ناگ کچھ دور جا کر درختوں کے پیچھے اُتر آیا اور انسانی شکل اختیار کر لی۔ وہ پیدل چلتا جب پُل کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ کار کا مالک کچھ بے بسی کے عالم میں ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا کہ کوئی اس کی مدد کرنے آئے۔

ناگ اس کے پاس آیا تو وہ آدمی مسکرا کر بولا:

"موسیو! کیا آپ کار کے انجن کی خرابی دور کر سکتے ہیں؟"

ناگ نے دیکھا کہ اس آدمی کی عمر پچاس کے قریب تھی بال کنپٹیوں پر سفید ہونے لگے تھے۔ وہ ایک مضبوط قد کاٹھ کا آدمی تھا اور اس نے بند گلے کا سیاہ اچکن نما کوٹ پہن رکھا تھا۔ نیچے سیاہ پتلون پہنی ہوئی تھی۔ سیاہ جوتوں کا پالش چمک رہا تھا۔ کوٹ کے بٹن چاندی کے تھے۔ رنگ گورا تھا اور اس نے فرانسیسی زبان میں ناگ سے بات کی تھی۔ شکل صورت اور لباس سے وہ کوئی خاندانی آدمی لگتا تھا۔

ناگ نے سب سے پہلے اس سے یہی پوچھا کہ یہ ملک اور شہر کون سا ہے؟

اس آدمی نے قدرے حیرت سے ناگ کی طرف دیکھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور مسکرا کر کہا:

"موسیو! لگتا ہے آپ یہاں اجنبی ہیں۔ چلئے کوئی بات نہیں۔ لیکن اگر آپ سیاح ہیں تو آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ ملک فرانس ہے اور یہ شہر پیرس کا ایک پرانا گاؤں ہے۔ میرا نام گارشاں ہے میں اس علاقے کا کاؤنٹ ہوں۔ وہ سامنے میرا قلعہ ہے۔ آج ہمارے ہاں مہمانوں کی دعوت ہے۔ میں کچھ چیزیں مارکیٹ سے لے کر آ رہا تھا کہ گاڑی خراب ہو گئی۔ کیا آپ انجن کو ٹھیک کر سکتے ہیں؟"

ناگ نے تھوڑی ہی دیر میں کار کے انجن کو ٹھیک کر دیا۔ اس میں کچھ بھی خرابی نہیں تھی۔ بس ایک پلگ باہر نکلا ہوا تھا۔

ناگ نے تعجب سے پوچھا:

"حیرانی کی بات ہے آپ کو اتنا بھی معلوم نہیں ہو سکا کہ انجن کا پلگ باہر نکلا ہوا ہے۔"

گارشاں نے شرمندہ سا ہو کر کہا:

"معاف کرنا موسیو! میں نے کبھی گاڑی کے انجن کی شکل نہیں دیکھی۔ میرا ڈرائیور آج چھٹی پر تھا

جس کی وجہ سے گاڑی مجھے ہی چلانی پڑی۔"

شکل صورت سے بھی یہ آدمی کسی شاہی خاندان کا لگتا تھا۔ اس کے چہرے پر خاندانی شرافت اور بھی نمایاں تھی اور وہ بڑی شائستگی اور ادب آداب کے ساتھ ناگ سے گفتگو کر رہا تھا۔ اس نے تین بار جھک کر ناگ کا شکریہ ادا کیا اور گاڑی میں بیٹھ کر دروازہ بند کرتے ہوئے بولا:

"موسیو! آپ کو اگر کوئی ضروری کام نہیں ہے تو ہماری دعوت میں شرکت فرمائیے۔ مجھے اور میرے خاندان کے دوسرے لوگوں کو بڑی خوشی ہو گی۔"

ناگ کو کوئی کام نہیں تھا۔ اس نے سوچا کہ دعوت میں ضرور شریک ہو جانا چاہیے۔ اس طرح اسے لوگوں سے ملنے کا موقع ملے گا اور ہو سکتا ہے کہ لوگوں کی باتوں سے عنبر ماریا کے بارے میں ہی کچھ معلومات حاصل ہو جائیں۔ اتنا اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ زمانہ پرانا نہیں بلکہ اکیسویں صدی ہی کا ہے یعنی جب دنیا پر ایٹمی جنگ ہوئی تھی۔ ابھی تک ناگ نے اس فرانسیسی کاؤنٹ سے اس بارے میں کوئی بات نہیں کی تھی کہ یہ کون سا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

زمانہ ہے اور ایٹمی جنگ کے بعد یہاں کون سے لوگ آباد ہیں اور دنیا پر کس ملک کی برتری قائم ہے۔ ناگ کو خاموش دیکھ کر کاؤنٹ گارشاں نے مسکرا کر کہا:

"موسیو! اگر آپ میری دعوت میں آنا پسند نہیں کرتے تو میں آپ کو مجبور نہیں کروں گا۔ اچھا آپ کا ایک بار پھر شکریہ۔ خدا حافظ!"

یہ کہہ کر گارشاں نے گاڑی کا دروازہ بند کر دیا۔ وہ گاڑی لے کر چلنے ہی لگا تھا کہ ناگ نے کہا:

"نہیں نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ مجھے آپ کی خاندانی دعوت میں شامل ہو کر خوشی ہوگی۔ یہ میرے لیے بڑی عزت افزائی کی بات ہے۔"

گارشاں نے مسکراتے ہوئے گاڑی کا دروازہ کھول دیا۔

"تشریف لائیے موسیو۔ آپ نے میری دعوت قبول فرما کر مجھے عزت بخشی ہے۔"

ناگ گاڑی میں کاؤنٹ گارشاں کے پہلو والی سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔ گاڑی قلعے کی طرف روانہ ہو گئی۔ کاؤنٹ گارشاں نے کہا:

"موسیو! آپ نے اپنا نام نہیں بتایا۔"

ناگ نے کہا:

"میرا نام ناگ ہے۔ میں ملک مصر کا سیاح ہوں۔"

پھر کچھ دیر خاموش رہا۔ گاڑی میدان کے درمیان سے گزرتی سڑک پر آہستہ سے چلی جا رہی تھی۔

ناگ نے پوچھا:

"آپ کے پاس نئی گاڑیاں بھی ضرور ہوں گی موسیو۔"

کاؤنٹ نے سامنے سڑک پر نظریں جمائے کہا:

"موسیو! آپ کو تو معلوم ہی ہے کہ تیسری ایٹمی جنگ کے بعد ہر ملک تباہ و برباد ہو گیا تھا۔ ساری جدید سائنسی تہذیب کا خاتمہ ہو گیا اور کہیں کوئی ایسی سائنسی ایجاد باقی نہ رہی کہ جس کو دیکھ کر پتہ چلے کہ ہماری دنیا نے سائنس میں کس قدر ترقی کر لی تھی کہ ہم خلا میں مصنوعی سیارے بھیجنے لگے تھے۔ بس اس علاقے میں میں اور میرے کچھ ساتھی اور خاندان کے لوگ ہی ایٹمی جنگ کی تباہ کاری سے بچ گئے۔ کیوں کہ ہم اپنے قلعے کے تہہ خانوں میں جا کر چھپ گئے تھے۔ جنگ ختم ہونے اور زمین پر سے ایٹمی تابکاری کے اثرات کے ختم ہو جانے کے بعد ہم تہہ خانوں سے نکل آئے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور اب میں اپنے خاندان والوں کے ساتھ اس قلعے میں رہتا ہوں۔ یہ جو تم آتش فشاں پہاڑ دیکھ رہے ہیں یہ ایٹمی جنگ اور ایٹم بم گرنے کے بعد یہاں بن گئے ہیں۔ اس پہاڑ نے ایک بار ایسا لاوا اگلا کہ ہم ایک ماہ تک اپنے قلعے سے باہر نہیں نکل سکے۔"

ناگ خاموشی سے کاؤنٹ کی باتیں سن رہا تھا۔

کار ایک نپی تلی رفتار کے ساتھ قلعے کے دروازے کی طرف بڑھ رہی تھی۔ ناگ کو ساری معلومات حاصل ہو گئی تھیں۔ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ وہ اپنی ہی دنیا میں ہے اور یہ لوگ فرانس کے وہ امیر ترین جاگیردار ہیں جو محض اپنے بڑے بڑے قلعوں کے تہہ خانوں کی وجہ سے ایٹمی تباہ کاری سے بچ گئے ہیں۔ گاڑی دروازہ کے سامنے آئی تو ناگ نے اس کے دروازے کے اوپر لٹکتے انسانی ہڈیوں کے پنجر کی طرف اشارہ کر کے پوچھا:

"موسیو گارشاں! یہ انسانی ڈھانچہ کس خوشی میں یہاں لٹکا دیا گیا ہے؟"

کاؤنٹ گارشاں نے ڈھانچے کی طرف دیکھ کر کہا:

"موسیو ناگ! ہم خاندانی لوگ ہیں۔ ہمارا تعلق فرانس کے بادشاہ لوئی چہار دہم کے خاندان سے ہے۔ ہم اپنے دشمن کو کبھی معاف نہیں کرتے اور اس سے پورا بدلہ لیتے ہیں۔ یہ انسانی ڈھانچہ میرے ایک ایسے دشمن کا ہے جس نے میرے قلعے میں گھس کر مجھے قتل کرنے کی کوشش کی تھی۔ میں نے اسے پکڑ کر اس کی لاش کو قلعے کے دروازے پر لٹکا دیا تاکہ میرے دوسرے دشمنوں کو عبرت حاصل ہو۔ یہ ہم شاہی خاندان کے لوگوں کا دستور رہا ہے۔ ہم اپنی عزت پر کبھی آنچ نہیں آنے دیتے اور دشمن کو کبھی معاف نہیں کرتے۔"

ناگ اس کاؤنٹ گارشاں کے ایسے بلند اور باعزت خیالات سے بہت متاثر ہوا۔ واقعی انسان کو اپنی عزت کے لیے اپنی جان تک قربان کر دینی چاہیے۔ انسانی عزت اور وقار ہی دنیا میں سب سے اہم شے ہے اور انسان کو اس کی ہر لمحے حفاظت کرنی چاہیے۔

گاڑی قلعے کے اندر داخل ہو رہی تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وحشی کھیل

قلعے کے اندر پتھر کا ایک چھوٹا سا پُل بنا ہوا تھا۔ گاڑی اس پُل پر سے گزر کر قلعے کے دوسرے حصے کی طرف آ گئی۔ یہاں سے گاڑی ایک سرنگ میں داخل ہوئی اور ناگ کو ایسا لگا کہ گاڑی زمین کے اندر بنے ہوئے راستے میں جا رہی ہے۔ کاؤنٹ گارشاں نے ناگ کی تشویش کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا:

"موسیو ہمارے قلعے میں کئی کمرے ہیں۔ مگر جب سے دنیا پر ایٹمی جنگ ہوئی ہے اس کے بعد ہم نے اپنے قلعے کے تہ خانے میں رہنا شروع کر دیا ہے۔"

گاڑی ایک جگہ اونچی چھت والے برآمدے میں آ کر رُک گئی۔ یہاں دن کے وقت بھی دیوار کے ساتھ ایک بجلی کا زرد بلب جل رہا تھا۔ ناگ نے محسوس کیا کہ قلعے کی اندرونی ساری دیواریں سیاہ رنگ کی تھیں

اور ابھی تک اسے کوئی دوسرا آدمی وہاں نظر نہیں آیا تھا۔ موسیو نے اتر کر گاڑی کا دروازہ کھولا اور بڑی خندہ پیشانی سے ناگ کے آگے ذرا سا جھک کر کہا:

"موسیو! کاؤنٹ گارشاں آپ کو اپنے قلعے میں خوش آمدید کہتا ہے۔ میرے ساتھ شاہی مہمان خانے میں تشریف لے چلیے۔"

ناگ اس شخص کے حسن اخلاق سے بہت متاثر ہوا۔ گارشاں اسے ساتھ لے کر ایک کشادہ کمرے میں آ گیا۔ جو بڑی خوش اسلوبی سے سجایا گیا تھا۔ دیواروں پر بادشاہوں اور شہزادیوں کی بڑی بڑی تصویریں لگی تھیں۔ صوفے شاندار تھے۔ فرش پر قیمتی قالین بچھا تھا۔ چھت کے ساتھ ایک ایک خوبصورت فانوس لٹک رہا تھا۔ آتش دان کے اوپر ایک کلاک دن کے دو بجا رہا تھا۔ ناگ نے ایک عجیب بات یہاں بھی محسوس کی کہ اس عالی شان کمرے کا صرف ایک ہی دروازہ تھا جس میں سے وہ داخل ہوئے تھے اور اس نے دیکھا تھا کہ یہ دروازہ لکڑی کا نہیں بلکہ لوہے کا تھا۔ کمرے میں کوئی روشندان بھی نہیں تھا۔ پتھریلی دیواریں اوپر چھت تک چلی گئی تھیں۔

کاؤنٹ گارشاں نے صوفے کی طرف اشارہ کیا اور کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"موسیو! تشریف رکھیں میں اپنی بیوی بچوں کو لے کر آتا ہوں"

وہ دروازے کی طرف بڑھا پھر رک کر بولا:

"آپ کافی پئیں گے یا چائے؟ اچھا میں آپ کے لیے کافی بھجواتا ہوں۔"

گارشاں باہر نکل گیا۔

کمرے میں گہرا سناٹا چھا گیا۔ ناگ کے دل میں پراسرار قسم کے خیالات آنے لگے۔ اس قلعے کا سارا ماحول ہی پراسرار تھا۔ مگر جب اسے کاونٹ گارشاں کا بااخلاق مسکراتا ہوا چہرہ یاد آیا تو ناگ نے اس قسم کے خیالات کو اپنے ذہن سے جھٹک دیا۔ وہ سوچنے لگا کہ وہ گارشاں کے بیوی بچوں سے مل کر بہت خوش ہوگا اور ہو سکتا ہے۔ اسے ان سے ماریا یا کیٹی کے بارے میں کوئی سراغ مل سکے۔

ناگ نے اٹھ کر کمرے کا جائزہ لیا۔ وہ آتش دان کے پاس گیا۔ آتش دان ٹھنڈا تھا۔ شاید اسی لیے وہاں ٹھنڈک تھی۔ آتش دان کے اندر سے چمنی باہر کو نکلتی تھی۔ مگر چمنی میں گھپ اندھیرا تھا۔ اسے دروازے کے باہر قدموں کی آواز سنائی دی۔

ناگ جلدی سے صوفے پر آ کر بیٹھ گیا۔ دروازہ آہستہ سے کھلا اور ایک عجیب ڈراؤنی شکل والا بوڑھا آدمی ہاتھ میں کافی کا طشت لیے اندر داخل ہوا۔ وہ آدمی لنگڑا کر چل رہا تھا۔ طشت میز پر رکھنے کے بعد اس نے ناگ کی طرف کچھ پریشان سی نظروں سے دیکھا۔ ایسا لگتا تھا کہ وہ ناگ سے کچھ کہنا چاہتا ہے کہ دروازے میں کاؤنٹ گارشاں نمودار ہوا۔ وہ ہنستا ہوا آ رہا تھا۔ کہنے لگا:

"موسیو! میری بیوی آپ کے آنے کا سن کر بہت خوش ہوئی ہے۔ اصل میں یہاں بہت دیر کے بعد کوئی مہمان آتا ہے۔ میرے بچے بھی آپ سے مل کر بہت خوش ہوں گے۔ میری بیوی تیار ہو رہی ہے۔ بس آتی ہی ہو گی؟"

پھر وہ ناگ کے پاس بیٹھ گیا۔ بوڑھا نوکر خاموشی سے خالی ٹرے اٹھائے کمرے سے نکل گیا۔ گارشاں کافی کی چینک اٹھا کر بولا:

"میرا خیال ہے ہمیں اتنی دیر تک ایک ایک پیالی کافی سے جی بہلانا چاہیے۔ بیگم کے آنے پر نئی کافی منگوا لیں گے۔ کیا خیال ہے؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے مسکرا کر کہا:

"اچھا خیال ہے۔"

ایک عرصے کے بعد اسے کافی کی پیاری پیاری خوشبو آئی تھی۔ وہ بہت خوش تھا کہ ایک مدّت کے بعد وہ فرانس کے شاہی خاندان کے کسی فرد کے پاس بیٹھا اعلیٰ قسم کی کافی پینے والا ہے۔ گارشاں نے کافی ناگ کے پیالے میں ڈالی۔ پھر بالائی اور چینی ملا کر پیالی اس کی طرف بڑھائی۔

"موسیو! شوق کیجئے۔ ہم یہ کافی اپنی زمینوں پر ہی اُگاتے ہیں۔ اور اب تو جنگ کے بعد باہر سے بھی کافی نہیں آتی۔ مجھے یقین ہے آپ کو ہماری کافی پسند آئے گی۔"

ناگ نے جلدی سے ایک گھونٹ بھرا۔ کافی واقعی بہت لذیذ اور خوشبودار تھی۔ گارشاں ابھی اپنی پیالی میں چینی ہلا رہا تھا۔ اس نے ناگ کی طرف دیکھ کر بڑے شوق سے پوچھا:

"موسیو! کافی پسند آئی؟ خدا کرے آپ کو کافی اچھی لگی ہو؟"

ناگ نے دوسرا گھونٹ بھرا اور بولا:

"موسیو گارشاں! آپ کی لذیذ کافی کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ میں بڑا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے کافی سے نوازا۔"

کاؤنٹ گارشاں نے اپنی پیالی میں سے چمچ نکال کر پلیٹ میں رکھا اور بولا:

"موسیو! ناگ! اس کافی کے ساتھ ہی ساتھ آپ کو ہمارا یہ قلعہ بھی پسند آیا ہو گا۔ یہ قلعہ سات سو برس پرانا ہے اور اسے ہمارے خاندان کے ایک کاؤنٹ نے بنوایا تھا۔ اس قلعے کے نیچے ایسے ایسے تاریک تہہ خانے ہیں کہ اگر اس میں ایک بار انسان داخل ہو جائے تو پھر قیامت تک باہر نہیں نکل سکتا۔ اس قلعے کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ میرے دادا نے اس قلعے کے نیچے ایک بہت بڑا تھیٹر تعمیر کرایا تھا۔ اس تھیٹر میں میرے دادا روم کے بادشاہوں کی طرح انسانوں کو انسانوں سے لڑایا کرتے تھے۔ پھر وہ ان پر بھوکے بھیڑیئے چھوڑ دیتے۔ میں نے یہ خونی کھیل بند کر دیا ہے۔ اس کی جگہ میں نے ایک نئی چیز ایجاد کی ہے۔ کیا آپ اس ایجاد کے بارے میں سننا پسند کریں گے موسیو ناگ؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ پر نیند طاری ہونے لگی تھی۔ اسے کاؤنٹ گارشاں کی آواز دُور ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔ اسے اس کی آواز بھی کم سنائی دے رہی تھی۔ اس کا چہرہ بھی دھندلا ہونے لگا تھا۔ ناگ نے اپنے ذہن پر زور دے کر سوچا کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ کہیں یہ کافی کی وجہ تو نہیں ہے؟ کہیں اس شخص نے کافی میں کوئی بیہوشی کی دوائی تو نہیں ملا دی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے خود یہ کافی نہیں پی تھی۔ ناگ نے اپنی جگہ سے اُٹھنے کی کوشش کی مگر وہ اپنی جگہ سے بالکل نہ ہل سکا۔

کاؤنٹ گارشاں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے ایک مکروہ قہقہہ لگایا اور بولا،

"موسیو ناگ! اب تم اس قلعے سے کبھی باہر نہیں جا سکو گے۔ بہت جلد تمہاری روح یہاں سے پرواز کر جائے گی۔ ابھی تم بے ہوش ہو جاؤ گے اور تمہارا تعارف میں اپنی اس ایجاد سے کرواؤں گا جو تمہاری موت کا پیغام لیے تمہارا انتظار کر رہی ہے۔ لیکن اس سے پہلے مجھے اپنے ایک اور شکار سے نمٹنا ہے تمہاری باری اس کے بعد آئے گی۔ اچھا موسیو! اب

تم آرام کرو ۔ تم دو روز تک یہاں بے ہوش رہو گے۔ خوراک تمہارے جسم میں انجکشن کے ذریعے داخل کی جائے گی تاکہ تم زندہ رہ سکو اور میرے خاندان کے لوگوں اور دوستوں کے لیے موت کا خونی منظر پیش کر سکو۔

خدا حافظ!"

یہ کہہ کر یہ مکروہ انسان قہقہہ لگاتے ہوئے دروازہ کھول کر چلا گیا۔ جاتے ہوئے اس نے لوہے کے دروازے کو باہر سے بند کر دیا۔ ناگ کو چٹخنی لگانے کی دھیمی آواز سنائی دی۔ اب ہر شے اس کے ذہن میں صاف ہو چکی تھی۔ یہ کوئی عفریت نما شیطان صفت انسان تھا جو انسانوں کو شکار کر کے اپنی کسی انسان دشمن ایجاد کی بھینٹ چڑھاتا تھا۔ اس نے ناگ کو بھی اپنا شکار بنا لیا تھا۔ وہ کسی دوسرے انسان کو بھی پہلے سے شکار کر کے قلعے میں قید کیے ہوئے تھا۔

ناگ نے فیصلہ کیا کہ سب سے پہلے تو اسے نیند اور دوائی کے اثر کے خلاف لڑنا چاہیے تاکہ وہ بیہوش نہ ہونے پائے۔ اگر وہ بے ہوش ہو گیا تو نہ صرف یہ کہ وہ دوسرے بدقسمت انسان کو نہیں بچا سکے گا بلکہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کا اپنا زندہ رہنا بھی مشکل ہو گا۔

"ناگ کے پاس ایسی کوئی شے نہیں تھی جس کی مدد سے وہ بے ہوشی کی دوائی کے اثرات سے لڑ سکتا دوائی کا اثر بڑی تیزی سے ہو رہا تھا۔ ناگ کی آنکھیں اپنے آپ بند ہوئی جا رہی تھیں۔ اس کا سارا جسم پہلے ہی سُن ہو چکا تھا۔ اب اسے کوئی دوسرا سانپ ہی اس مصیبت سے نجات دلا سکتا ہے۔ ناگ کو خیال آیا کہ اس طرح کے پرانے قلعوں میں سانپ ضرور اپنا ٹھکانہ بنا لیا کرتے ہیں۔

ناگ نے ایک خاص قسم کی سسکار کی آواز نکال کر سانپ کو آواز دی۔ اس نے تین بار آواز دی اور پھر اس پر غشی طاری ہونے لگی۔ اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔ پپوٹے بھاری ہو کر اس کی آنکھوں پر گرے ہوئے تھے۔

اچانک ناگ کے کانوں میں ہلکی سی پھنکار کی آواز آئی۔ ناگ نے اپنے جسم کی ساری طاقت لگا کر آنکھیں کھول دیں۔ اس کے سامنے ایک سفید سانپ پھن اٹھائے کھڑا بار بار جھک کر تعظیم کر رہا تھا۔

"عظیم ناگ! آپ سو رہے ہیں۔ میں معافی چاہتا ہوں لیکن آپ نے مجھے آواز دی تھی۔"

ناگ نے کہا:

"جلدی سے — میرے — میرے ہاتھ پر ڈس دو۔"

سفید سانپ نے گھبرا کر کہا:

"عظیم ناگ! میری یہ جرأت کیسے ہو سکتی ہے کہ میں آپ کے جسم میں اپنا زہر داخل کروں۔"

ناگ نے بڑی مشکل سے آواز نکال کر کہا:

"میرا حکم مانو — مجھے ڈسو — جلدی کرو۔"

سفید سانپ سمجھ گیا کہ معاملہ خراب ہے۔ عظیم ناگ دیوتا پر ضرور کسی نے جادو کر دیا ہے۔ سفید سانپ بڑے ادب سے آگے بڑھا اور اس نے اپنا منہ ناگ کے ہاتھ پر رکھ کر اسے ڈس دیا۔

سفید سانپ کے زہر نے ناگ کے جسم میں داخل ہوتے ہی بے ہوشی کی دوائی کے اثر کو ایک دم ختم کر دیا۔ ناگ کے جسم میں دوبارہ جیسے جان پڑ گئی۔ اس کی آنکھیں اپنے آپ کھل گئیں۔ اس کا جسم گرم ہو گیا۔ اس نے سفید سانپ سے کہا:

"شاباش! تم نے عین وقت پر آ کر میری مدد کی ہے۔ اگر تم نہ آتے تو معاملہ خطرناک ہو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سکتا تھا۔

سفید سانپ بولا:

"عظیم ناگ! آپ کے ساتھ یہ زیادتی کس نے کی ہے؟ مجھے حکم دیجئے۔ میں ابھی جا کر اسے موت کی نیند سلائے دیتا ہوں۔"

ناگ نے کچھ سوچ کر کہا،

"نہیں۔ یہ کام میں خود ہی کر لوں گا۔ لیکن ابھی اس کا وقت نہیں آیا تم جاؤ۔ اگر تمہاری ضرورت پڑی تو میں تمہیں بلا لوں گا۔"

"جو حکم عظیم ناگ!"

یہ کہہ کر سفید سانپ نے ادب سے سر جھکایا اور خاموشی سے قالین پر رینگتا آتش دان میں داخل ہو کر اس کی چمنی کے اندھیرے میں غائب ہوگیا۔ یہ سانپ آتش دان کی ٹھنڈی تاریک چمنی میں سے رینگ کر کمرے میں آیا تھا۔

ناگ نے اب پوری طرح غور کیا تو اس نتیجے پر پہنچا کہ یہ کاؤنٹ گارشاں کوئی انتہائی ظالم، خونی اور انسان دشمن آدمی ہے۔ ناگ ابھی اس کو ہلاک کر کے اس سے بدلہ لے سکتا تھا۔ لیکن گارشاں

ے بتا گیا تھا کہ اس نے ایک اور شکار کو بھی قید کر رکھا ہے اور پہلے اس کی باری آئے گی۔ ناگ سب سے پہلے اس بدنصیب انسان کو بچانا چاہتا تھا جو اس وحشی کی نئی خونی ایجاد کی بھینٹ چڑھنے والا تھا۔

ناگ کو اتنا معلوم تھا کہ گارشاں اپنی طرف سے اسے بے ہوش کر گیا ہے اور اب وہ اسے غذا کا انجکشن دینے شاید رات کے کسی پہر میں آئے گا۔ اس دوران میں ناگ دوسرے بدنصیب انسان کو تلاش کر سکتا تھا۔ یقیناً وہ اسی قلعے کے کسی تہہ خانے میں قید ہو گا۔ ناگ نے اٹھ کر کمرے کی ایک ایک دیوار کو ٹھونک بجا کر دیکھا۔ وہاں کوئی سوراخ کوئی معمولی سی درز تک بھی نہیں تھی۔

لوہے کا دروازہ بھی اس طرح بند تھا کہ ایک سوئی کے برابر بھی باہر نکلنے کا راستہ نہیں تھا۔ ناگ کوئی بھی جنگلی درندہ بن کر دروازے کو توڑ سکتا تھا۔ مگر وہ نہیں چاہتا تھا کہ کسی کو کانوں کان خبر ہو۔ اس طرح سے گارشاں اپنے شکار کو موت کے گھاٹ اتار سکتا تھا۔

ناگ کو آتش دان کا خیال آیا جس میں سے رینگ کر سفید سانپ اس کی مدد کو آیا تھا۔ ناگ نے فوراً

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سانپ کی شکل اختیار کی اور آتش دان کی چمنی میں اوپر کی طرف رینگنے لگا۔ چمنی کافی اونچی تھی۔ اسے دور چمنی کے منہ پر روشنی نظر آ رہی تھی۔ جب وہ کے باہر پہنچا تو دیکھا کہ وہ قلعے کے باہر آ گیا ہے۔ کچھ دیر وہ دن کی روشنی میں قلعے کی چھت پر ادھر اُدھر پھرتا رہا۔ یہاں وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ اسے ایک بار پھر قلعے کے اندر جانا پڑتا۔ کیوں کہ جس بدنصیب انسانی شکار کو وحشی گارشاں نے ہلاک کرنے کے لیے قید میں ڈال رکھا تھا وہ قلعے کے اندر بلکہ قلعے کے نیچے کسی تہ خانے میں تھا۔

ناگ اسی چمنی میں سے گذرتا ہوا واپس کمرے میں آ گیا۔ اسے بند دروازے کے پیچھے برآمدے میں آدمیوں کے قدموں اور باتیں کرنے کی آوازیں سنائی دیں۔ ناگ جلدی سے واپس انسانی شکل میں آ کر صوفے پر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنا سر پیچھے لگا دیا اور آنکھیں بند کر کے یوں ظاہر کیا جیسے وہ بے ہوش پڑا ہے۔

وہ ایک آنکھ تھوڑی سی کھول کر دروازے کو دیکھ رہا تھا دروازہ کھلا اور کمرے میں گارشاں اور اس کا ایک ساتھی داخل ہوا۔ گارشاں نے وہی لباس پہن

رکھا تھا۔ اس کے ہاتھ میں سٹین لیس سٹیل کی ایک ڈالی تھی۔ اس کے ساتھی نے بھی لمبا اوپر تک بند سیاہ کوٹ پہن رکھا تھا۔ وہ باتیں کرتے ہوئے ناگ کے صوفے کی طرف بڑھے۔

ناگ نے آنکھ بند کر لی۔

گارشاں نے اپنے ساتھی کی طرف دیکھ کر کہا:

"کیوں ہنری! میرے تازہ شکار کے بارے میں کیا خیال ہے؟"

اس کے ساتھی نے ناگ کو جھک کر غور سے دیکھا اور کہا:

"نوجوان ہے۔ اس کی کھوپڑی کاٹنے میں ہماری نئی مشین شاید دیر لگائے۔"

گارشاں نے قہقہہ لگا کر کہا:

"میں اپنی ایجاد سے ناامید نہیں ہوں۔ میری مشین جب اس کے سر پر فٹ کر دی گئی اور میں نے اس کا بٹن دبا دیا تو تم دیکھنا کہ ایک سیکنڈ میں اس کی آدھی کھوپڑی سر سے الگ ہو کر پیالے میں گر پڑے گی۔ اچھا اب تم اس کے بازو پر سے کوٹ پرے ہٹاؤ۔ میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اسے غذائی انجکشن دے دوں۔ اس کا زندہ رہنا ضروری ہے۔"

ناگ یہ سن کر کانپ گیا کہ یہ درندہ صفت لوگ اس کی کھوپڑی اتارنے کا پروگرام بنا چکے تھے۔ وہ بے ہوش بن کر پڑا رہا۔ گارشاں کے ساتھی نے ناگ بازو پر سے کوٹ کی آستین پرے ہٹائی اور گارشاں نے سٹین لیس سٹیل کی ڈبی میں سے سرنج نکال کر اسے ٹیکہ لگا دیا۔ ٹیکہ لگانے کے بعد اس نے سرنج کو ڈبی میں رکھا اور بولا:

"ہمیں جلدی چلنا چاہیے۔ مہمانوں کے آنے کا وقت ہو گیا ہے۔ ہمیں اپنے خونی ڈرامے کے لیے تیاری بھی تو کرنی ہے۔"

اس کے ساتھی نے کہا:

"تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں گارشاں۔ میں نے لڑکی کے سر کے بال مونڈ کر اسے بے ہوش کر کے سٹریچر پر ڈال دیا ہے۔ بس مہمانوں کے آنے کی دیر ہے کہ ہم اپنا ڈرامہ شروع کر دیں گے۔"

یہ کہہ کر وہ دونوں کمرے سے باہر نکل گئے۔

ناگ کو جب دروازہ بند ہونے کی آواز آئی تو اس نے

آنکھیں کھول دیں۔

وہ یہ سوچ کر کانپ اٹھا کہ یہ درندے ایک بے گناہ معصوم لڑکی کی کھوپڑی اتارنے کی تیاری کر رہے تھے۔ ناگ جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اسے ہر حالت میں اس بے گناہ لڑکی کی جان بچانی تھی۔ مگر اسے یہ تک معلوم نہیں تھا کہ وہ لڑکی کس جگہ سٹریچر پر بے ہوش پڑی ہے۔ کمرے سے باہر نکلنے کا بھی کوئی راستہ نہیں تھا۔

اس نے سوچا کہ اس سلسلے میں سفید سانپ سے مشورہ کرنا چاہیے۔ وہ اس قلعے میں رہتا ہے ضرور اسے تمام خفیہ راستوں کا علم ہو گا۔ یہ سوچ کر ناگ نے ایک بار پھر سفید سانپ کو آواز دی۔ تھوڑی ہی دیر میں سفید سانپ پھنکارتا ہوا آتش دان کی چمنی میں سے نکل کر ناگ کے سامنے ادب سے کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ ناگ نے اس سے پوچھا:

"کیا تم اس قلعے کے تمام خفیہ راستوں کو جانتے ہو؟"

"جانتا ہوں عظیم ناگ! لیکن آپ کو کہاں جانا ہے؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے جھنجلا کر کہا:

"کم بخت یہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ تو ہے نہیں۔"

سفید سانپ بولا:

"عظیم ناگ! آپ قلعے سے باہر چمنی کے راستے جا سکتے ہیں۔"

ناگ نے غصے میں آ کر کہا:

"میں قلعے سے باہر نہیں قلعے کے اندر جانا چاہتا ہوں۔"

سفید سانپ سہم کر خاموش ہو گیا۔

ناگ نے بڑی ملائمت سے کہا:

"بھائی! مجھے کسی طرح اس قلعے کے اندر ہی اندر اس جگہ پہنچا دو جہاں ان لوگوں نے ایک تماشہ کرنے والا تھیٹر بنایا ہوا ہے۔"

سفید سانپ کچھ سوچ کر بولا:

"عظیم ناگ! میں نے ایک بار یہاں ایک بہت بڑا گول کمرہ دیکھا تھا جہاں اوپر تک سیڑھیاں بنی ہیں۔ ان سیڑھیوں پر لوگ بیٹھا کرتے ہیں۔ کیا آپ وہاں جانا چاہتے ہیں؟"

ناگ نے جلدی سے کہا:

"ہاں ہاں۔ وہیں جانا چاہتا ہوں۔ کیا یہاں سے کوئی راستہ اس کمرے تک جاتا ہے؟"

سفید سانپ نے کہا:

"یہاں سے تو نہیں عظیم ناگ مگر قلعے کے باہر سے ایک راستہ جاتا ہے۔ میرے ساتھ آیئے۔"

سفید سانپ ناگ کو ساتھ لے کر آتش دان کی چمنی سے قلعے کے باہر نکل آیا۔ پھر قلعے کی پچھلی ٹوٹی پھوٹی دیوار کی اینٹوں میں ایک جگہ داخل ہو گیا۔ ناگ بھی سانپ کی شکل میں اس کے پیچھے پیچھے رینگ رہا تھا۔ یہاں ایک سوراخ تھا۔ دونوں سانپ اس سوراخ میں داخل ہو گئے۔ کافی دور تک رینگنے اور کئی ایک موڑ گھومنے کے بعد سفید سانپ ایک کمرے میں نکل آیا۔

"یہ ہے وہ کمرہ عظیم ناگ"

ناگ نے دیکھا کہ ایک گول کمرے میں تھیٹر کی طرز پر چھت تک سیڑھیاں چلی گئی تھیں۔ یہ لوگوں کے بیٹھنے کے لیے بنائی گئی تھیں۔ سامنے دیوار کے ساتھ ایک سٹیج بنا تھا۔ اس سٹیج پر ایک سفید چبوترے پر سٹریچر رکھا تھا جس پر ایک لڑکی بے ہوش پڑی تھی۔ اس کا سر منڈا ہوا تھا۔ اس کا سارا جسم چمڑے کے تسموں سے سٹریچر کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ساتھ بندھا تھا۔ اس کے سر کے اوپر ایک عجیب قسم
کی شکنجے کی شکل کی گول مشین لٹک رہی تھی۔
ناگ سمجھ گیا کہ یہی وہ خونی ایجاد ہے جو بے ہوش
انسان کے سر پر چڑھا دی جاتی ہے اور بدنصیب انسان
کی کھوپڑی الگ ہو جاتی ہے۔ اس سٹریچر کے آگے سیڑھیوں
کی طرف کالا پردہ تان دیا گیا تھا۔
سفید سانپ نے کہا:
"عظیم ناگ! یہاں کیا ہونے والا ہے؟"
ناگ نے اس سے پوچھا:
"کیا تم نے پہلے یہ ڈرامہ کبھی نہیں دیکھا؟ تم
تو اس قلعے میں ہی رہتے ہو۔"
سفید سانپ نے کہا:
"عظیم ناگ! میں اس قلعے میں ضرور رہتا ہوں مگر
میں صرف ایک بار اس کمرے میں آیا تھا جب یہ
سارا کمرہ بالکل خالی پڑا تھا۔"
ناگ اور سفید سانپ سٹیج کی دیوار کے نیچے ایک
سوراخ میں سے باہر نکلے تھے۔ ناگ نے کہا:
"اس قلعے کا مالک ایک خونی درندہ ہے۔ وہ
اس لڑکی کو ہلاک کرنے والا ہے۔ ہمیں اس

لڑکی کو بچانا ہے۔ اس سلسلے میں میری مدد کرو۔"
سفید سانپ نے سر جھکا کر کہا:
"میں ہر خدمت کے لیے حاضر ہوں عظیم ناگ!
آپ حکم کیجیے۔"
ناگ نے کہا:
"کیا یہاں کوئی ایسا راستہ بھی ہے جہاں سے ہم
اس لڑکی کو باہر نکال کر لے جائیں؟"
سفید سانپ نے سٹیج کے عقبی دروازے کی طرف
اشارہ کیا:
"عظیم ناگ! یہاں یہی ایک دروازہ ہے جو قلعے
کے تہہ خانے میں سے گذر کر ایک اس نالے
میں جا نکلتا ہے جہاں سے قلعے کا پانی باہر
نکالا جاتا ہے۔"
ناگ ایک سیکنڈ میں انسانی شکل میں آ گیا۔ اس نے
فوراً بے ہوش لڑکی کے تسمے کھول کر اسے سٹریچر پر سے
اٹھا کر اپنے کاندھے پر ڈالا اور سفید سانپ سے کہا:
"میری رہنمائی کرو۔ اگر کوئی ہمارے راستے میں
آیا تو اسے فوراً ڈس دینا۔"
"جو حکم عظیم ناگ!"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ لڑکی کو کاندھے پر اٹھائے سٹیج کے عقبی دروازے کی طرف بڑھا۔ یہ چھوٹا سا تنگ و تاریک راستہ تھا جو خالی پڑا تھا۔ آگے زینہ آ گیا۔ سفید سانپ ناگ کے آگے آگے چل رہا تھا۔ زینہ اترے تو اچانک ایک جانب دو آدمیوں کے باتیں کرنے کی آواز آئی۔ ناگ پیچھے نہیں بھاگنا چاہتا تھا۔ اس نے سانپ کی سسکار والی زبان میں سفید سانپ کو حکم دیا کہ ان آدمیوں کی خبر لے۔

یہ دو آدمی گارشان کے ساتھی ہی تھے اور بیہوش لڑکی کے سر پر خونی شکنجہ چڑھانے چلے آ رہے تھے۔ ناگ دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا مگر وہ صاف نظر آ رہا تھا۔ جونہی وہ دو آدمی سامنے آئے اور ان کی نظر ناگ پر پڑی کہ اس نے لڑکی کو اٹھا رکھا ہے تو فوراً چاقو نکال لیے اور ناگ پر حملہ کرنے کے لیے لپکے۔

لیکن اس دوران میں سفید سانپ غافل نہیں تھا۔ اس سے پہلے کہ ناگ پر پہلا آدمی حملہ کرتا سفید سانپ نے اس کی گردن پر چھلانگ لگائی اور اسے ڈس دیا۔ یہ زہر اتنا تیز تھا کہ وہ آدمی کھڑے کھڑے کانپنے لگا۔ اور پھر دھڑام سے گر پڑا۔ اتنی دیر میں ناگ نے دوسرے آدمی کو قابو کر لیا تھا۔ سفید سانپ نے اسے

بھی ڈس کر ہلاک کر دیا۔ ناگ نے لڑکی کو دوبارا کاندھے پر ڈالا اور تیزی سے آگے بڑھا۔ ایک جگہ پھر زینہ نیچے جا رہا تھا۔ یہ زینہ ایک نالے پر جا کر ختم ہو گیا جو قلعے کے اندر ہی اندر سے گندے پانی کو لے کر قلعے سے باہر جاتا تھا۔ وہ نالے کے کنارے کنارے آگے بڑھنے لگے۔

یہاں مکڑیوں نے جالے تان رکھے تھے۔ سفید سانپ ناگ کی راہ نمائی کر رہا تھا۔ بہت جلد وہ نالے کے منہ پر پہنچ گئے۔ یہاں لوہے کا مضبوط جنگلا لگا تھا۔ ناگ نے بے ہوش لڑکی کو نالے کے کنارے اینٹوں پر ڈال دیا اور خود ایک گینڈے کی شکل اختیار کر لی اور لوہے کی جالی کو زور سے ٹکر ماری۔ جالی ٹوٹ کر دوسری طرف جا گری۔

ناگ دوبارا انسانی شکل میں آ گیا۔ اس نے بے ہوش لڑکی کو اٹھایا اور نالے سے نکل کر باہر کھلی ہوا میں آ گیا۔ دن ڈھلنا شروع ہو گیا تھا۔

ناگ نے کہا:

"کوئی ایسی جگہ بتاؤ جہاں میں اس لڑکی کو چھپا کر رکھ سکوں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سفید سانپ بولا:
"عظیم ناگ! سامنے جنگل میں ایک چٹان کے نیچے ایک غار ہے۔ اسے وہاں چل کر رکھ دیں مگر آپ کہاں جانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟"
ناگ بولا: "میں ان درندوں کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں تا کہ وہ اس کے بعد کسی بے گناہ معصوم انسان کو اپنی درندگی کا نشانہ نہ بنا سکیں۔"
سفید سانپ نے کہا:
"میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا۔ آپ کی حفاظت ہمارا فرض ہے۔"
ناگ بولا: "میں اپنی حفاظت اچھی طرح کر سکتا ہوں۔ دوسرے تم غار میں اس لڑکی پر پہرہ دو گے۔"
"جو حکم عظیم ناگ۔"
ناگ نے بے ہوش لڑکی کو جنگل کے خفیہ غار میں لے جاکر چھپا دیا اور سفید سانپ کو اس کی حفاظت کے لیے چھوڑ کر خود تیزی سے واپس قلعے کے اندر نالے کے ذریعے داخل ہو کر رینگتا ہوا خونی تھیٹر کے سٹیج پر نکل آیا۔ راستے کی راہ داری

میں دونوں آدمیوں کی لاشیں ابھی تک وہیں پڑی تھیں۔ اس کا مطلب تھا کہ وہاں سے ابھی تک کوئی نہیں گزرا تھا۔ سٹیج پر سٹریچر لڑکی کے بغیر خالی پڑا تھا۔
ناگ سانپ کی شکل میں تھا۔ وہ زمین کے اندر بل میں رینگتا ہوا ایک بار پھر قلعے کے باہر اینٹوں میں نکل آیا۔ اب اسے اپنی حماقت پر ہنسی آ گئی۔ اسے تو چمنی کے ذریعے اپنے کمرے میں داخل ہو جانا چاہیے تھا۔ چنانچہ وہ رینگتا ہوا قلعے کی چھت پر آ کر چمنی کے اندر داخل ہو گیا۔ چمنی میں سے نکل کر وہ اپنے اس کمرے میں آ گیا جہاں درندہ صفت کاؤنٹ گارشاں اسے بے ہوش کر کے گیا تھا۔
ناگ نے تیزی سے دوبارہ انسانی شکل بدلی اور صوفے پر اس طرح پڑ گیا جیسے پہلے بے ہوشی کی حالت میں لیٹا تھا۔ مگر وہ آنکھیں کھولے دیکھ رہا تھا۔ دروازہ باہر سے ابھی تک بند تھا۔ اب اسے گھوڑوں کے ٹاپوں اور موٹر گاڑیوں کی گڑگڑاہٹ کی ہلکی ہلکی آوازیں آنے لگیں۔ خونی ڈرامہ دیکھنے والے درندہ مہمان آنے شروع ہو گئے تھے۔
ناگ چپ چاپ اپنی جگہ پر نیم دراز رہا۔ باہر قلعے کے زمین دوز راستے میں سے کاؤنٹ گارشاں کے مہمان مرد

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

موٹر گاڑیوں اور گھوڑوں پر سوار چلے آ رہے تھے۔

درندہ کاؤنٹ گارشاں تھیٹر کے دروازے پر کھڑا ان کا خیر مقدم کر رہا تھا۔ یہ سارے کے سارے اونچے لمبے مرد تھے۔ ان میں عورت کوئی نہیں تھی۔ اصل میں گارشاں نے ناگ کے آگے جھوٹ بولا تھا کہ اس کی بیوی بچے وہاں قلعے میں رہتے ہیں۔ وہ وہاں اکیلا اپنے ساتھیوں کے ہمراہ رہتا تھا اور ہر ہفتے وہ خود باہر پل پر جا کر موٹر گاڑی کو خراب کر دیتا۔ پھر جب کوئی مسافر وہاں سے گذرتا تو گارشاں اسے اپنے قلعے میں دعوت کا کہہ کر چکنی چپڑی باتیں کر کے اپنے ساتھ پھانس کر لے آتا اور پھر سب وحشی دوستوں کے سامنے اس کی کھوپڑی اپنی خاص مشین کے ذریعے اتار کر لوگوں سے اپنی ایجاد کی داد وصول کرتا۔ نہ جانے اب تک وہ کتنے معصوم انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار چکا تھا۔ مہمان تھیٹر میں داخل ہو رہے تھے کہ اچانک ایک آدمی نے گارشاں کے کان میں آ کر کچھ کہا۔ گارشاں کا رنگ اڑ گیا۔ وہ پریشان ہو کر تھیٹر کی طرف بھاگا۔

ہیبت ناک قلعہ

کاؤنٹ گارشاں گھبرایا ہوا پیچھے سے سٹیج پر آیا۔ تھیٹر کی نشستوں پر اس کے دوست اور مہمان بیٹھتے جا رہے تھے۔ سامنے کالا پردہ لگا تھا۔ اس کے پیچھے گارشاں کا ساتھی سٹریچر کے پاس پریشان کھڑا تھا۔ کیوں کہ سٹریچر خالی پڑا تھا۔ چمڑے کے تسمے کھلے تھے اور وہ لڑکی جس کی ابھی تھوڑی دیر بعد سب تماشائیوں کے سامنے کھوپڑی اتاری جانے والی تھی۔ وہ غائب تھی۔ ابھی تک گارشاں کے دوستوں یعنی تھیٹر کی سیڑھیوں پر بیٹھے ہوئے تماشائیوں کو علم نہیں ہوا تھا کہ لڑکی غائب ہو گئی ہے اگر خونی تماشہ نہیں ہوتا تو کاؤنٹ گارشاں کی سخت بدنامی بھی تھی اور اس کی اپنی جان کو بھی خطرہ تھا۔ کیوں کہ اس کے یہ سارے تماشائی دوست اس خونی ڈرامے کے لیے دس دس ہزار روپے کا ٹکٹ خریدتے تھے۔ گارشاں سب کو ٹکٹ کے پیسے واپس نہیں کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سکتا تھا۔ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ تماشائی غضب ناک ہو کر خود گارشاں کو ہی ہلاک کر ڈالیں۔ یہی وجہ تھی کہ گارشاں کی جان ہوا ہو گئی تھی۔ اس کا رنگ اُڑ گیا تھا۔ وہ اپنے ساتھی کو سٹیج کے پیچھے دوسرے کمرے میں لے گیا اور گھبرائی ہوئی آواز میں بولا:

"آخر لڑکی کو اُٹھا کر کون لے گیا؟ یہ کسی دشمن کی شرارت ہو سکتی ہے۔ جو مجھے تباہ کرنا چاہتا تھا۔"

اس کے ساتھی نے کہا:

"پچھلی راہ داری میں ہمارے دو آدمیوں کی لاشیں بھی ملی ہیں اور پانی کے نالے کی جالی بھی ٹوٹی ہوئی ہے۔"

گارشاں چلایا:

"تو باہر جا کر سارے علاقے کو گھیرے میں لے لو۔ لڑکی کو تلاش کرو۔ دشمن اسے جنگل میں کسی جگہ چھپائے ہوئے ہو گا۔"

ساتھی نے کہا:

"وہ تو میں ابھی اپنے مسلح آدمی دوڑائے دیتا ہوں۔ مگر سوال یہ ہے کہ اب کیا کریں۔ اگر

کسی شکار کی کھوپڑی نہ اتاری گئی تو یہ سارے لوگ جو تماشہ دیکھنے کے لیے آئے ہیں۔ طوفان مچا دیں گے۔ وہ ہم پر حملہ کر دیں گے۔"

اچانک گارشاں کو ناگ کا خیال آ گیا۔ وہ چٹکی بجا کر بولا:

"فوراً موسیو ناگ کو لے آؤ۔ ہم لڑکی کی بجائے ناگ کی کھوپڑی اتاریں گے۔ فوراً اس کا سر مونڈ کر یہاں لاؤ۔ جلدی کرو۔"

"او کے۔"

یہ کہہ کر گارشاں کا ساتھی ناگ کے کمرے کی طرف بھاگا۔ دوسری طرف گارشاں نے اپنے خفیہ سیکورٹی گارڈ کے مسلح سپاہیوں کو حکم دیا کہ فوراً جنگل میں جا کر لڑکی کو تلاش کر کے لائیں اور جس نے اسے اغوا کیا ہے اس کا سر کاٹ کر پیش کریں۔ سیکورٹی گارڈ کے سپاہی بندوقیں لے کر قلعے کے خفیہ راستے سے نکل کر جنگل کی طرف دوڑ پڑے۔ تماشائی شور مچانے لگے تھے۔

گارشاں نے سٹیج پر آ کر تماشائیوں سے کہا:

"حاضرین! انتظار کی گھڑیاں ختم ہو رہی ہیں۔

آپ کے سامنے ڈرامہ شروع ہونے والا ہے
بس پانچ منٹ اور صبر کر لیجئے۔"
گارشاں یہ کہہ کر ناگ کے کمرے کی طرف لپکا۔
اس نے دیکھا کہ اس کے چار ساتھی بے ہوش
ناگ کو سٹریچر پر ڈال کر لا رہے ہیں۔ ناگ بے ہوش
نہیں تھا۔ وہ ہوش میں تھا۔ انہوں نے فوراً اس کا
سر مونڈ ڈالا۔ ناگ نے کوئی حرکت نہ کی۔ وہ خاموش
سٹریچر پر لیٹا رہا۔ انہوں نے سٹریچر لا کر سٹیج پر پردے
کے پیچھے کھڑا کر دیا اور خالی سٹریچر وہاں سے ہٹا
دیا گیا۔

گارشاں نے اعلان کیا:
"حاضرین کرام! خونی کھیل شروع ہونے والا ہے۔
تھوڑی دیر میں آپ اس خاکسار کی ایک حیرت
انگیز ایجاد یعنی کھوپڑی اتارنے والی مشین کا کمال
دیکھیں گے۔ اگرچہ یہ کھیل آپ کئی بار دیکھ چکے
ہیں۔ پھر بھی یہ بار بار دیکھنے والی چیز ہے۔"
تماشائیوں نے تالیاں بجا کر داد دی اور آوازے
لگانے لگے۔ کھیل شروع کیا جائے۔ کھیل شروع کیا جائے۔
ناگ یہ سب کچھ سن رہا تھا۔ اس نے ایک آنکھ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ذرا سی کھول کر دیکھا کہ تھیٹر کی ساری سیڑھیاں سنگ دل
تماشائیوں سے بھری ہوئی تھیں۔ مکار اور درندہ صفت
گارشاں سٹیج پر ناگ کے سٹریچر کے بالکل قریب کھڑا
تھا۔ اس کے دو ساتھی کھوپڑی اتارنے والی مشین کے پاس
ئے۔

گارشاں نے اشارہ کیا۔
کھوپڑی اتارنے والی مشین ناگ کے سر کے اوپر لائی گئی۔
تھیٹر میں سناٹا چھا گیا۔ کئی تماشائی دور بین لگا کر یہ
منظر دیکھ رہے تھے۔ مشین ناگ کے سر میں فٹ کر دی
گئی۔ ایکشن لینے کا وقت آ گیا تھا۔ ناگ نے اپنی آنکھیں
کھول کر کاونٹ گارشاں کی طرف دیکھا جو اس کے سر پر کھڑا
تھا اور طنز کے لہجے میں کہا:
"کاونٹ گارشاں! تیری موت کی گھڑی آن
پہنچی ہے۔"
گارشاں نے ناگ کو ہوش میں آتے دیکھا تو اپنے
ساتھی سے چلا کر کہا:
"مشین کا بٹن دبا دو۔"
لیکن ناگ بھلا اسے اتنی مہلت کیسے دے سکتا
تھا۔ اس نے ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصے میں سانس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اوپر کھینچا اور سفید عقاب کی صورت اختیار کر کے سٹریچر پر سے پھڑپھڑاتا ہوا اڑا اور تھیٹر میں تماشائیوں کے سروں کے اوپر دو چکر لگانے کے بعد بڑے دروازے میں سے باہر نکل گیا۔

تماشائی پہلے تو ہکا بکا ہو کر رہ گئے۔ کیونکہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے بے ہوش نوجوان کو سٹریچر پر سے عقاب بن کر اڑتے دیکھا تھا اور اب سٹریچر بھی خالی تھا۔ پھر انہوں نے شور مچا دیا،

"ہمیں تماشہ دکھاؤ۔ ہمیں تماشہ دکھایا جائے۔"

کاؤنٹ گارشاں اور اس کے دونوں ساتھی بھی ششدر تھے کہ یہ سب کچھ کیسے ہو گیا اور ایک بے ہوش انسان کس طرح عقاب بن کر اڑ گیا۔ وہ اسے جادو ہی سمجھا اور ہاتھ اٹھا کر تماشائیوں سے مخاطب ہوا۔

"حاضرین! یہ ایک نیا تماشہ تھا جو میں آپ کو دکھانا چاہتا تھا کہ کس طرح ایک انسان عقاب کی شکل بدل سکتا ہے۔"

گارشاں لوگوں کو بے وقوف بنانے کی کوشش کر رہا تھا مگر وہ شور مچاتے رہے اور انہوں نے کہا کہ ان کی رقم واپس کی جائے۔

گارشاں نے کہا:

"حضرات! مجھے دو دن کی مہلت دیں۔ میں آپ کو کھوپڑی اتارنے کا کھیل بھی ضرور دکھاؤں گا۔"

بڑی مشکل سے اس نے تماشائیوں کو راضی کیا کہ وہ دو دن بعد تماشہ دکھائے گا۔ لوگ بڑبڑاتے، گارشاں کو برا بھلا کہتے دو دن بعد آنے کا کہہ کر وہاں سے رخصت ہو گئے۔ گارشاں سر تھام کر بیٹھ گیا۔

"اب کیا ہو گا؟ جس طرح ہو سکے کسی آدمی کو فوراً پکڑو۔"

اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

ایک ساتھی کہنے لگا:

"کاؤنٹ! آپ پریشان کیوں ہوتے ہیں۔ اول تو ہمارے آدمی جنگل سے لڑکی کو تلاش کر کے لے آئیں گے۔ اگر لڑکی نہ مل سکی تو ہم کسی بھی آدمی کو اغوا کر کے لے آئیں گے۔"

گارشاں نے سر کے بال نوچتے ہوئے کہا:

"جلدی لاؤ۔ نہیں تو یہ لوگ میرے تھیٹر کو آگ لگا دیں گے۔"

دونوں ساتھی تیزی سے باہر کو دوڑے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دوسری طرف گارشاں کے سیکورٹی گارڈ کے سپاہی بندوقیں لیے جنگل میں گھسے لڑکی کو تلاش کر رہے تھے۔ یہ لڑکی جنگل میں ایک چٹان کے اندر بنی ہوئی قدرتی غار میں ابھی تک بے ہوش پڑی تھی اور سفید سانپ غار کے منہ پر بیٹھا اس کی حفاظت کر رہا تھا۔

سفید سانپ نے ایک سفید عقاب کو اپنی طرف آتے دیکھا۔ ساتھ ہی اسے ناگ دیوتا کی بو بھی آئی۔ یہ ناگ تھا۔ ناگ غار کے سامنے اتر آیا اور انسانی شکل اختیار کر لی۔ سفید سانپ نے سر جھکا کر کہا:

"عظیم ناگ! آپ کو دوبارا دیکھ کر خوشی ہوئی۔ کیا آپ نے ان درندہ لوگوں کو ختم کر دیا ہے؟"

ناگ بولا: "نہیں! انسانیت کو ان ظالم اور سنگ دل قاتلوں سے نجات دلانے کے لیے میں نے ایک سکیم سوچی ہے۔"

ابھی وہ یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ انہیں سیکورٹی گارڈ کے بندوق بردار سپاہی جھاڑیوں کو ادھر اُدھر ہٹاتے غار کی طرف آتے دکھائی دیے۔

ناگ نے کہا:

"یہ کاؤنٹ گارشاں کے سپاہی ہیں اور اس بے گناہ

ڑکی کی تلاش میں آئے ہیں۔"

سفید سانپ بولا:

"عظیم ناگ! آپ غار میں چلے جائیں۔ میں ان کی خبر لیتا ہوں۔"

ناگ نے کہا:

"میں تمہارے ساتھ حملہ کروں گا۔ یہ چار سپاہی ہیں۔ دو کو تم سنبھالو اور دو کو میں ہلاک کرتا ہوں۔"

ناگ نے فوراً سانپ کا روپ دھارا اور سفید
پ کے ساتھ تیزی سے لمبی گھاس میں گم ہو کر سپاہیوں
عقب کی طرف بڑھا۔ دونوں سانپ جھاڑیوں اور
س میں برق رفتاری سے بھاگتے ہوئے سپاہیوں کے
نکل آئے۔ دو سپاہی آگے آگے جا رہے تھے۔ دو
ی ان کے پیچھے تھے۔ وہ غار کے پاس پہنچ کر رک
۔ ایک سپاہی بولا:

"اس غار کی تلاشی لو۔"

فوراً دو سپاہی بندوقیں تانے غار کی طرف بڑھے۔

عین اس وقت باقی رہ گئے دو سپاہیوں میں سے
ک کو سفید سانپ اور دوسرے کو ناگ نے ڈس دیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ان کے زہر اتنے تیز تھے کہ سپاہی کوئی آواز نکالے بغیر دھڑام سے گھاس پر گر پڑے۔ ان کے حلق بند ہو گئے تھے اور جسم پتھر بنتے جا رہے تھے۔

ناگ غار کی طرف بڑھا۔

غار کے اندر سے ایک سپاہی باہر آیا اور خوش ہو کر بولا:

"لڑکی مل گئی ہے۔"

اس کے ساتھ ہی ناگ نے اس کی پنڈلی پر ڈس دیا۔ سپاہی اچھلا اور اس نے ناگ پر فائر کر دیا۔ ناگ وہاں سے ہٹ چکا تھا۔ فائر کی آواز سن کر اندر سے دوسرا سپاہی دوڑ کر باہر آیا۔ اس نے دیکھا کہ اس کا ساتھی لڑکھڑا رہا ہے۔

"کیا ہوا؟"

اس سے پہلے کہ وہ اپنے لڑکھڑاتے ہوئے ساتھی کو سنبھالتا سفید سانپ نے اس باقی بچے ہوئے سپاہی کو بھی ڈس دیا۔ چند سیکنڈ کے اندر اندر یہ دونوں سپاہی بھی وہیں ڈھیر ہو گئے۔

ناگ نے انسانی شکل اختیار کی اور بھاگ کر غار میں گیا۔ لڑکی سفید چادر میں لپٹی زمین پر بے ہوش

پڑی تھی۔ سفید سانپ بھی اندر آ گیا۔

"عظیم ناگ دیوتا! ان چار دشمنوں سے تو نجات مل گئی ہے مگر آپ اس لڑکی کو کب تک اس غار میں چھپا کر رکھ سکیں گے۔ کاؤنٹ کے دوسرے آدمی بہت جلد یہاں پہنچ جائیں گے"

ناگ نے کہا:

"تم یہاں ٹھہرو اور لڑکی کی حفاظت کرو۔ میں اپنی اسکیم پر عمل کرنے جا رہا ہوں"

یہ کہہ کر ناگ نے سفید عقاب کی دوبارا شکل بدلی اور ہوا میں پرواز کرتا ہوا قلعے کی طرف اُڑ گیا۔

وہ قلعے کے بڑے دروازے میں سے غوطہ لگا کر اندر گیا اور جہاں برآمدہ شروع ہونے سے پہلے چھوٹا سا ہال آتا تھا وہاں جا کر بیٹھ گیا۔ اس نے دیکھا کہ کاؤنٹ گارشاں پریشانی کے عالم میں ایک کمرے سے نکل کر برآمدے میں جا رہا تھا۔

ناگ نے انسان کی شکل بدلی اور کاؤنٹ گارشاں کو آواز دی۔ کاؤنٹ گارشاں وہیں رک گیا۔ اب جو اس نے ناگ کو چھت پر کھڑے دیکھا تو دہشت زدہ سا ہو کر کچھ دیر وہیں کھڑا رہا پھر اس کی طرف آیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے مسکرا کر کہا:

"تم نے اس بات کا اندازہ لگا لیا ہو گا کہ میں تم سے زیادہ طاقتور ہوں اور تم مجھے اپنے قبضے میں نہیں کر سکتے۔"

گارشان نے آہستہ سے کہا:

"موسیو ناگ! یہ جادو تم نے کہاں سے سیکھا؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ تم بہت بڑے جادوگر ہو۔"

ناگ نے کہا:

"میں اسی لیے تمہارے پاس آیا ہوں کہ تم مجھ سے مل کر کام کرو۔ تمہارا راز مجھ پر فاش ہو چکا ہے۔ مگر میں وعدہ کرتا ہوں کہ اس کا ذکر کسی سے نہیں ہو گا۔ تمہارے جو چار سپاہی لڑکی کی تلاش میں جنگل میں گئے تھے میں نے ان کو بھی ہلاک کر دیا ہے۔ اب تمہاری بچت اسی میں ہے کہ میرے ساتھ مل کر تھیٹر میں جادو کا کھیل کرو تا کہ جن تماشائیوں سے تم نے ٹکٹ کے طور پر بھاری رقمیں وصول کی ہیں وہ تمہارے قلعے کو آگ نہ لگائیں؟"

تجویز بڑی معقول تھی۔ گارشان نے سوچا کہ ناگ کی

تجویز پر عمل کرنے سے ہی اس کی جان بچ سکتی ہے۔

اس نے کہا:

"میں تمہاری صلاح مان لیتا ہوں موسیو ناگ! مگر یہ لوگ کھوپڑی اتروانے کا کھیل ہی دیکھنا چاہتے ہیں۔"

ناگ نے کہا:

"میں کسی بے گناہ انسان پر ظلم کرنے کی ہمتیں ہرگز اجازت نہیں دوں گا۔ تم اعلان کر دو کہ سٹیج پر ایک جیتے جاگتے انسان کو سانپ کی شکل اختیار کرتے دکھایا جائے گا۔ یہ بھی کوئی کم حیرت انگیز کھیل نہیں ہو گا۔ یقیناً لوگ اسے پسند کریں گے۔"

گارشان کے سامنے دوسرا کوئی راستہ نہیں تھا۔ وہ یہ خطرہ مول لینے پر تیار ہو گیا۔ اس نے گردن ایک طرف جھکا کر کہا:

"ٹھیک ہے۔ میں یہ اعلان کرائے دیتا ہوں مگر سانپ کون بنے گا؟"

ناگ نے کہا: "میں"

اور اس کے ساتھ ہی ناگ ایک سیاہ کوبرا کی شکل اختیار

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر گیا۔ گارشاں ڈر کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ ناگ فوراً ہی واپس انسانی شکل میں آگیا اور بولا:

"اُمید ہے اب تمہیں یقین آگیا ہو گا کہ میں انسان سے سانپ بن سکتا ہوں۔"

گارشاں کی آنکھیں ابھی تک حیرانی سے کھلی تھیں۔ آہستہ سے بولا:

"مجھے یقین نہیں آ رہا۔"

ناگ نے مسکراتے ہوئے کہا:

"تم اعلان کر کے اس کا ردِ عمل دیکھو اور اپنے سارے تماشائیوں کو پرسوں تھیٹر میں آنے کی دعوت دو۔ مگر یاد رکھو کسی زندہ انسان کو شکار مت بنانا۔ نہیں تو میں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

گارشاں نے جلدی سے کہا:

"میں ایسا کیوں کرنے لگا؟ کیا مجھے اپنی جان عزیز نہیں ہے۔ میں ابھی اپنے سارے تماشائیوں تک پیغام بھجواتا ہوں کہ پرسوں رات تھیٹر ہال میں آ کر ایک انسان کو سانپ کی شکل میں تبدیل ہوتا دیکھیں۔"

ناگ بولا: "ٹھیک ہے۔ میں پرسوں شام کو اپنا طلسمی کھیل دکھانے کے لیے تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا۔"

اتنا کہہ کر ناگ نے دوبارا سفید عقاب کی شکل اختیار کی اور پھڑپھڑاتا ہوا وہاں سے اُڑ گیا۔

غار میں آ کر اس نے سفید سانپ کو بتایا کہ اس نے تمام سنگ دل اور قاتل تماشائیوں کو ایک بار پھر تھیٹر ہال میں جمع کرنے کا بندوبست کر لیا ہے۔

سفید سانپ نے پوچھا:

"عظیم ناگ! اس کے بعد آپ کیا کرنا چاہیں گے؟"

ناگ نے کہا:

"میں چاہتا ہوں کہ جس وقت سارے قاتل تماشائی اور درندہ صفت گارشاں اور اس کے ساتھی تھیٹر کے ہال میں جمع ہوں تو کوئی ایسی ترکیب کی جائے کہ قلعے کو آگ لگ جائے اور ان درندوں اور وحشیوں کے وجود سے انسانیت کو ہمیشہ کے لیے نجات مل جائے۔"

سفید سانپ سوچ میں پڑ گیا۔

ناگ نے سوال کیا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کیا کوئی ایسی ترکیب ہو سکتی ہے۔ قلعہ پتھروں
سے بنا ہے۔ اس کو آگ نہیں لگائی جا سکتی۔"
سفید سانپ سر اٹھا کر بولا:
"عظیم ناگ! اس سلسلے میں میرا ذہن کام نہیں
کر رہا ہاں ہم دادا سانپ سے مشورہ لے
سکتے ہیں۔"
ناگ نے پوچھا:
"یہ دادا سانپ کون ہے؟"
سفید سانپ نے کہا:
"یہ ہمارا بڑا دادا سانپ ہے۔ وہ بے حد بوڑھا
ہو چکا ہے اور اپنی جگہ سے بیماری اور
کمزوری کے باعث حرکت نہیں کر سکتا۔ وہ
ایک مدت سے اس قلعے میں رہ رہا ہے۔
ہو سکتا ہے وہ ہمیں کوئی مشورہ دے سکے۔"
ناگ نے کہا:
"مجھے اپنے دادا سانپ کے پاس لے چلو۔ کیا
اس بے ہوش لڑکی کو یہیں چھوڑ دیں؟"
سفید سانپ بولا:
"دادا سانپ یہاں سے تھوڑی دور اسی جنگل

کے ایک کھوہ میں رہتا ہے۔ ہم بہت جلد
واپس آ جائیں گے۔"
ناگ نے درختوں کی شاخوں اور گھاس سے غار کے
ہ کو بند کیا اور سفید سانپ کے ساتھ دادا سانپ
ی کھوہ کی طرف روانہ ہوا۔
یہ دادا سانپ اپنی کھوہ کے اندر نرم پتوں اور
اس کے بچھونے پر لیٹا ہوا تھا۔ ناگ دیوتا کو سانپ
ی شکل میں اپنے سامنے دیکھ کر اس نے بڑے ادب
ے کہا:
"مقدس ناگ! مجھے معاف کر دینا۔ میں اٹھ کر
آپ کی تعظیم نہیں کر سکتا۔ مجھے آپ کے آنے
کی خبر ہو گئی تھی۔ مگر میں اس قدر بوڑھا اور
کمزور ہو گیا ہوں کہ اپنی جگہ سے حرکت بھی
نہیں کر سکتا۔"
ناگ نے کہا:
"بڑے دادا! میں تمہاری مجبوری کو سمجھتا ہوں مگر
اس وقت میں اور سفید سانپ تم سے ایک
بڑا ضروری مشورہ کرنے آئے ہیں۔"
پھر سفید سانپ نے ساری بات دادا سانپ کو سنا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ڈالی۔ دادا سانپ ایک دو سیکنڈ تک کچھ نہ بولا، پھر کہنے لگا:

"مجھے معلوم نہیں تھا کہ اس قلعے میں انسانوں کے خون سے ہولی کھیلی جا رہی ہے۔ اس قلعے کو تباہ کر دینا چاہیے۔"

ناگ نے کہا:

"یہی ہم بھی چاہتے ہیں مگر ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ اتنے مضبوط قلعے کو ہم کیسے تباہ کر سکتے ہیں۔ ہم اس میں آگ بھی نہیں لگا سکتے۔"

دادا سانپ نے ہلکی سی پھنکار مار کر کہا:

"اس قلعے کا ایک راز ہے جو شاید صرف مجھے ہی معلوم ہے۔ میں یہ راز کسی کو نہیں بتانا چاہتا تھا مگر ایسا لگتا ہے کہ اب وقت آ گیا ہے کہ اس راز کو فاش کر دیا جائے۔"

سفید سانپ نے پوچھا:

"وہ کون سا راز ہے بڑے دادا؟"

دادا سانپ آہستہ آہستہ کہنے لگا:

"یہ راز مجھے میرے دادا سانپ نے اور اسے اس کے دادا سانپ نے بتایا تھا۔ یہ راز اس وقت

سے سینہ بسینہ چلا آ رہا ہے جب اس خونی قلعے کو بنایا گیا تھا۔ راز یہ ہے کہ اس قلعے کو اگرچہ بے حد مضبوط اور طاقتور بنایا گیا ہے اور دشمن نہ تو اس کی دیواروں کو توڑ سکتا ہے اور نہ اس میں آگ لگا سکتا ہے۔ لیکن اس قلعے کی ایک بہت بڑی کمزوری ہے۔ قلعے کی جنوبی دیوار میں سیاہ رنگ کا ایک بڑا پتھر تھوڑا سا باہر نکلا ہوا ہے۔ اگر اس پتھر کو باہر کھینچ لیا جائے تو قلعے کی ساری عمارت دیکھتے دیکھتے گر کر تباہ ہو جائے گی۔ کیوں کہ اصل میں قلعے کی ساری عمارت اسی ایک کالے پتھر پر کھڑی ہے۔ یہ پتھر اس طرح سے لگایا گیا ہے کہ اس کے باہر نکل آنے سے ایک ایک کر کے قلعے کی ساری دیواروں کے پتھر گر پڑیں گے اور ان دیواروں کے اوپر بنی چھتیں بھی دھڑام سے گر جائیں گی اور قلعہ آن کی آن میں پتھروں کا ڈھیر بن جائے گا۔"

ناگ اور سفید سانپ یہ سُن کر خوش بھی ہوئے اور حیران بھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دادا سانپ کہنے لگا،

"اس قلعے کی تعمیر اس عزم کے ساتھ ایسی کی گئی تھی کہ اگر کبھی دشمن اس قلعے پر قبضہ کر لے تو اس پتھر کو نکال کر قلعہ ڈھا دیا جائے اور دشمن کو اس کے اندر ہی برباد کر دیا جائے۔"

ناگ نے خوش ہو کر کہا:

"دادا سانپ! تم نے ہماری مشکل کو آسان کر دیا ہے۔"

سفید سانپ اور ناگ نے دادا سانپ کا شکریہ ادا کر کے اس سے اجازت لی اور واپس اپنے غار میں آ گئے۔ لڑکی ابھی تک بے ہوش پڑی تھی۔ ناگ نے سفید سانپ سے کہا کہ وہ جنگل میں جا کر ناگ پھنی جڑی اکھاڑ کر لائے تا کہ اس کا عرق بے ہوش لڑکی کے منہ میں ڈال کر اس کے جسم کی طاقت بحال رکھی جائے۔ سفید سانپ تیزی سے غار سے نکل کر جنگل میں گیا اور ناگ پھنی کی جڑی توڑ کر لے آیا۔ ناگ نے اس کو ہتھیلی پر مسل کر توڑا اور اس کا عرق نچوڑ کر بے ہوش لڑکی کے منہ میں ڈالا۔

سفید سانپ نے پوچھا:

"عظیم ناگ! اس لڑکی کو کب ہوش آئے گا؟"

ناگ بولا: "ابھی اسے ہوش میں آنا بھی نہیں چاہیے جب تک ہمارا مشن مکمل نہیں ہو جاتا اسے اسی جگہ بے ہوش پڑا رہنے دو۔ تم اس کی حفاظت کرنا۔ میں گارشاں کی طرف جا رہا ہوں تا کہ اسے پرسوں کے تماشے کے لیے تیار کر سکوں۔"

قلعے میں اس وقت رات کی تاریکی بڑھ رہی تھی۔ اور سردی میں اضافہ ہو گیا تھا۔ قلعے میں داخل ہونے کے بعد ناگ نے سانپ کی شکل بدلی اور رینگتا ہوا اس برآمدے میں آ گیا جہاں پہلے روز گارشاں نے اپنی پرانی موٹر گاڑی کھڑی کی تھی۔

اسے قلعے کے ڈرائنگ روم میں انسانوں کے باتیں کرنے کی آواز سنائی دی۔ ناگ بند دروازے کے ساتھ لگ کر اندر کی باتیں سننے لگا۔ ایک آواز کاؤنٹ گارشاں کی تھی۔ وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا۔

"یہ ناگ کوئی بہت بڑا جادوگر ہے۔ اس کے پاس انسانی جون بدلنے کا طلسم ہے۔ اگر کسی طریقے سے ہم اس سے یہ طلسم حاصل کر لیں تو ساری دنیا پر حکومت کر سکتے ہیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کے ساتھی نے کہا:

"پرسوں وہ آئے گا۔ تماشہ دکھانے کے بعد ہم اسے پھسلا کر اس کمرے میں لے آئیں گے اور پھر اسے قلعے کے اندھے کنوئیں میں پھینک کر اوپر سے ڈھکن دے دیں گے۔ جب تک وہ ہمیں اپنا طلسم نہیں بتائے گا ہم اسے باہر نکلنے کی اجازت نہیں دیں گے۔"

گارشاں نے کہا:

"وہ جادوگر ہے۔ ہوسکتا ہے وہ قلعے کے ڈھکنے کو توڑ کر باہر نکل آئے پھر تو وہ ہمیں بھی زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

اس کے ساتھی نے کہا:

"میرا خیال ہے کہ اس کے پاس صرف ایک ہی جادو ہے اور وہ یہ کہ وہ صرف اپنی شکل بدل سکتا ہے۔"

گارشاں کہنے لگا:

"اس پر غور کریں گے۔ بہرحال پرسوں اس کا کھیل ہو رہا ہے۔ اس کے بعد سوچیں گے۔ لیکن ہمارے تماشائیوں نے جادو کے کھیل دیکھنے

پر آمادہ ہونے کے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ اگلا کھیل خونی کھیل ہو گا۔"

اس کا ساتھی بولا:

"ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ اس بار ناگ کی وجہ سے ہم جادو کا کھیل دکھانے پر مجبور ہیں۔ اس کے بعد ہم ناگ کو بھی قابو کریں گے اور پھر سے کھوپڑی اتارنے کا خونی کھیل بھی شروع کر دیں گے۔"

گارشاں خوش ہو کر بولا:

"ایسا ہی کریں گے۔ تم اگلے ہفتے کسی انسان کو اغوا کرنے کی اسکیم تیار کر لو۔ ادھر بہت کم لوگ آتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ تمہیں کسی انسان کو اغوا کرنے کے لیے پرسوں کے بعد شہر کی طرف جانا ہو گا۔"

"میں چلا جاؤں گا کاؤنٹ۔"

ناگ نے اسی وقت سانپ سے دوبارا انسانی شکل اختیار کی اور دروازے پر آہستہ سے دستک دی اندر ایک دم خاموشی چھا گئی۔ پھر دروازہ کھلا ناگ کے سامنے گارشاں کھڑا تھا۔ ناگ کو دیکھ کر وہ بھی کچھ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ٹھٹک سا گیا پھر بناوٹی ہنسی کے ساتھ بولا:

"آؤ مسٹر ناگ! اندر آ جاؤ۔"

ناگ کمرے میں جا کر صوفے پر بیٹھ گیا۔

گارشاں نے کہا:

"ہم نے اپنے سارے ممبروں کو پرسوں کے طلسمی تماشے کی اطلاع پہنچا دی ہے۔ سب لوگ تمہارا جادوئی تماشہ دیکھنے آ رہے ہیں۔"

ناگ نے کہا:

"میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ آپ کے سارے ساتھی پرسوں رات تھیئٹر ہال میں میرا تماشہ دیکھنے آئیں۔ میں انہیں انسان سے سانپ اور سانپ سے عقاب اور عقاب سے ہرن اور جو بھی جانور وہ کہیں گے بن کر دکھاؤں گا۔"

گارشاں نے بڑے خوشامدانہ انداز میں کہا:

"موسیو ناگ! کیا آپ کو اس کے علاوہ بھی کوئی جادو آتا ہے؟"

ناگ مسکرایا: "یہ میں آپ کو پرسوں کے بعد بتاؤں گا۔ لیکن ایک شرط پر کہ آپ اب کبھی کسی انسان کو اپنی ایجاد پر قربان نہیں کریں گے۔"

گارشاں نے کانوں کو ہاتھ لگایا اور بولا:

"ہرگز نہیں۔ مجھے جب آپ ایسا جادو کے کرتب دکھانے والا مل جائے گا تو میں کوئی دوسرا کام کیوں کرنے لگا بھلا؟"

ناگ نے اٹھتے ہوئے کہا:

"اچھا۔ اب میں جاتا ہوں۔ پرسوں شام ملنے آؤں گا۔"

ناگ چلا گیا تو کاؤنٹ گارشاں کے ساتھی نے کہا:

"اس کم بخت کے پاس اور جادو بھی ہے۔"

گارشاں اپنی مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے بولا:

"تم فکر کیوں کرتے ہو۔ اس موسیو ناگ کو میں ایک چکر دوں گا کہ اس کا سارا طلسم نکال کر باہر رکھ دوں گا۔ تم پرسوں کا تماشہ ختم تو ہو لینے دو۔"

اس کے ساتھی نے کہا:

"کاؤنٹ! ہمیں انسانوں کی کھوپڑی اتارنے کا کام جاری رکھنا ہو گا۔ نہیں تو ہم اپنے سارے ساتھیوں سے محروم ہو جائیں گے اور ہماری آمدنی بھی ختم ہو جائے گی۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گارشاں بولا: "ایسا ہی ہوگا۔ اس قلعے کی یہی روایت رہی ہے یہاں زندہ انسانوں کی قربانی کا سلسلہ جاری رہے گا۔"

○

ناگ غار میں پہنچا تو سفید سانپ غار کے باہر ہی اس کا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے ناگ کو دیکھ کر کہا:

"عظیم ناگ! لڑکی کو ہوش آ رہا ہے۔"

ناگ نے غار میں جا کر دیکھا۔ لڑکی سفید چادر میں لپٹی لیٹی تھی مگر کبھی کبھی اپنی گردن ایک جانب سے دوسری جانب کرتی اور اس کے منہ سے ہلکی سی آواز نکلتی۔ ناگ نے اس کے ہونٹوں سے کان لگا کر سنا۔ وہ کسی فلپ کا نام بار بار لے رہی تھی۔

ناگ نے سفید سانپ سے کہا:

"لڑکی ہوش میں آ رہی ہے۔ تم پتھروں کے پیچھے چھپ جاؤ۔ وہ تمہیں دیکھ کر ڈر نہ جائے۔"

سفید سانپ ایک پتھر کے پیچھے جا کر چھپ گیا۔

ناگ نے لڑکی کے کان میں کہا:

"بہن! تم بچ گئی ہو۔ ہوش میں آ جاؤ۔"

لڑکی نے آہستہ سے آنکھیں کھول دیں۔ غار میں اندھیرا تھا۔ ناگ نے موم بتی روشن کر دی۔ لڑکی نے موم بتی کی روشنی میں اپنے سامنے ایک سانولے رنگ کے گھنگریالے بالوں والے نوجوان کو دیکھا تو کانپتی ہوئی آواز میں بولی:

"کیا میں جنت میں پہنچ گئی ہوں؟"

لڑکی فرانسیسی زبان میں بات کر رہی تھی۔

ناگ نے مسکرا کر کہا:

"بہن! تم اسی دنیا میں ہو۔ تم زندہ ہو۔ میں تمہیں قلعے سے نکال کر لے آیا ہوں۔"

لڑکی اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس نے اپنے سر پر ہاتھ پھیرا اور روتے ہوئے بولی:

"انہوں نے میرے بال مونڈ ڈالے۔ میرے سنہری بال کتنے خوبصورت تھے۔ اب میں فلپ کو کیا منہ دکھاؤں گی۔"

ناگ نے کہا:

"بہن! خدا کا شکر ادا کرو کہ تمہاری جان بچ گئی۔ سر کے بال تو پھر سے اُگ آئیں گے۔"

لڑکی نے ناگ کی طرف بڑی بڑی آنکھوں سے دیکھ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور کہا:

"تم ان ظالموں سے مجھے کس طرح بچا کر لے آئے؟ وہ۔ وہ شاید مجھے قتل کرنا چاہتے تھے۔ ہے ناں؟"

ناگ نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا:

"ہاں۔ وہ تمہیں مارنا چاہتے تھے۔ لیکن میں عین وقت پر پہنچ گیا اور موقع پا کر تمہیں وہاں سے اٹھا کر لے آیا۔"

لڑکی نے کہا:

"خدا کے لیے مجھے میرے خاوند فلپ کے پاس پہنچا دو۔ یہ لوگ مجھے میرے گھر سے اغوا کر کے قلعے میں لے آئے تھے۔ فلپ بہت پریشان ہو گا۔"

ناگ بولا: "تمہارا گھر کہاں ہے اور تمہارا نام کیا ہے؟"

لڑکی نے بتایا کہ اس کا نام مونا ہے اور وہ شہر لوزیان میں رہتی ہے جہاں اس کا خاوند مچھلی کا کاروبار کرتا ہے۔

ناگ نے پوچھا:

"کیا تم بتا سکتی ہو کہ تمہارا شہر لوزیان اس قلعے سے کتنی دور ہے؟"

"ہاں — یہ قلعہ آتش فشاں پہاڑوں والا قلعہ ہے یہاں سے میرا گھر ایک دن کے سفر پر ہے۔ مجھے راستہ آتا ہے۔ کاؤنٹ کے آدمی مجھے دریا کے ذریعے یہاں لائے تھے۔ مجھے آدھے راستے میں ہوش آ گیا تھا اور میں نے دریا کو پہچان لیا تھا اور ان کے قلعے کو بھی دور سے دیکھ لیا تھا۔"

ناگ نے لڑکی سے کہا:

"اس وقت رات گہری ہو چکی ہے۔ تم آرام کرو۔ صبح ہوتے ہی میں تمہیں تمہارے گھر کی طرف لے چلوں گا۔"

ناگ باہر سے سوکھی لکڑیاں لے آیا۔ اس نے غار میں آگ جلا دی۔ کیوں کہ لڑکی کو سردی لگ رہی تھی۔

جب لڑکی سو گئی تو ناگ نے سفید سانپ سے کہا:

"مجھے اس لڑکی کو لے کر صبح اس کے گھر کی طرف کوچ کرنا ہو گا۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے آنے تک تم اسی غار میں میرا انتظار کرو۔"

سفید سانپ کہنے لگا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"آپ کا حکم سر آنکھوں پر عظیم ناگ۔ آپ یہاں سے دریا کی طرف جائیں گے تو آپ کو وہاں کوئی کشتی مل جائے گی۔"

جب صبح ہوئی تو ناگ جنگل سے کچھ پھل توڑ کر لایا۔ اس نے لڑکی کو کھلائے۔ خود بھی کھائے اور اسے ساتھ لے کر شہر لوزیان کی طرف روانہ ہو گیا۔

وہ جنگل میں ایسے راستے سے گزر رہا تھا جو دریا کی طرف جاتا تھا۔ آتش فشاں پہاڑوں کا سلسلہ اس کے بائیں جانب رہ گیا تھا۔ لڑکی نے اپنے جسم کو سفید چادر میں لپیٹ رکھا تھا۔ دوپہر تک وہ جنگل میں سفر کرتے رہے۔ راستے میں انہوں نے دو تین جگہ بیٹھ کر آرام کیا۔ جنگل سے پھل توڑ کر کھائے اور دوبارہ اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔

دن ڈھل رہا تھا کہ وہ دریا کے کنارے پہنچ گئے۔ لڑکی مونا نے کہا:

"یہ دریا ہمارے شہر کے قریب سے گزرتا ہے۔"

ناگ کہنے لگا:

"یہاں کوئی کشتی نظر نہیں آ رہی۔"

مونا نے کہا:

"ہمیں یہاں انتظار کرنا ہو گا۔ گاؤں کے مچھیرے ادھر کشتی لے کر آیا کرتے ہیں۔"

ناگ اور لڑکی مونا دریا کنارے اوپر کی طرف آہستہ آہستہ چلنے لگے۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد انہیں ایک کشتی پیچھے آتی نظر آئی۔ مونا کا اندازہ درست نکلا۔ یہ ایک ماہی گیر تھا جو مچھلیاں پکڑنے کے بعد صبح کے وقت واپس شہر کی طرف جا رہا تھا۔ انہیں اس کشتی میں لفٹ مل گئی اور وہ ایک گھنٹے بعد لوزیان شہر کی چھوٹی سی بندرگاہ پر پہنچ گئے۔

یہ شہر ناگ نے پہلے بھی دیکھا تھا۔ مگر یہ پہلے والے شہر سے مختلف تھا۔ یہاں پہلے اونچی اونچی ماڈرن بلڈنگیں ہوا کرتی تھیں۔ اب دو منزلہ عمارتیں اور ایک منزلہ رہائشی مکانات بنے ہوئے تھے۔ ہر مکان کے آگے چھوٹا سا باغیچہ تھا۔ نہ بسیں تھیں۔ نہ فیشن ایبل پلازا تھے اور نہ جدید موٹر کاروں کا ہجوم تھا۔ سڑکیں پکی تھیں اور کہیں کہیں کوئی پرانی طرز کی موٹر کار دکھائی دے جاتی تھی۔ لوگوں کے لباس بھی ۱۹۰۴ عیسوی کے زمانے کے تھے۔

لڑکی مونا کا گھر دریا کے کنارے پر تھا۔ اس کا خاوند فلپ مارکیٹ میں مچھلیوں کا کاروبار کرتا تھا اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

زیادہ امیر آدمی نہ تھا۔ اپنی بیوی کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ مونا نے اپنے خاوند کو ساری درد بھری داستان سنائی تو وہ غصّے میں بولا:

"میں ابھی جا کر اس بدمعاش کاؤنٹ کو مزا چکھاتا ہوں"۔

ناگ نے اسے تسلّی دیتے ہوئے کہا:

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم نے اس کو قانون کے حوالے کرنے کا بندوبست کر رکھا ہے۔ تم خدا کا شکر ادا کرو کہ تمہاری بیوی بچ کر یہاں آ گئی ہے"۔

فلپ نے ناگ کا شکریہ ادا کیا۔ ناگ اسی روز وہاں سے واپس چلے جانا چاہتا تھا مگر فلپ نے کہا:

"تم میرے محسن ہو۔ تم نے میری بیوی کی زندگی بچا کر مجھ پر بڑا احسان کیا ہے۔ کم از کم ایک دن تو مجھے اپنی خدمت کا موقع دو۔ کل چلے جانا"۔

ناگ نے سوچا کہ کاؤنٹ کے آخری خونی تماشے میں ابھی دو دن باقی ہیں۔ چنانچہ اس نے مونا کے خاوند فلپ کی میزبانی قبول کر لی اور وہاں ٹھہر گیا۔ دن

بھر وہ مونا کے ساتھ شہر کی سیر کرتا رہا۔ شام کا کھانا انہوں نے مل کر کھایا۔ وہ اور مونا اور اس کا خاوند کھانا کھانے کے بعد آتش دان کے سامنے بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ ان کی باتوں سے ناگ پر یہ انکشاف ہوا کہ ———— یہ ۱۹۰۴ عیسوی کا زمانہ نہیں ہے بلکہ تیسری تباہ کن ایٹمی جنگ کے بعد زمین پر ایک ایسی تہذیب ابھری ہے جو ۱۹۰۴ عیسوی کی تہذیب سے ملتی جلتی ہے۔ لوگ سادہ طرز پر زندگی بسر کرنے لگے ہیں اور سائنس کی ہلاک کر دینے والی ایجادوں سے نجات حاصل کر لی گئی ہے۔

وہ باتیں کر رہے تھے کہ کسی نے باہر سے گھنٹی بجائی۔ فلپ اٹھ کر باہر گیا۔ تھوڑی دیر بعد باہر سے لڑائی جھگڑے کی آواز آئی۔ فلپ کی بیوی مونا اٹھ کر باہر چلی گئی۔ پھر باہر خاموشی چھا گئی اور جب مونا اور اس کا خاوند واپس آئے تو فلپ سخت پریشان تھا۔

ناگ نے پوچھا:

"کیا بات ہوئی ہے؟"

فلپ تو سر جھکا کر خاموش ہو گیا۔ اس کی بیوی مونا نے بتایا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میرے خاوند نے اس شخص کا قرضہ دینا ہے۔ یہ شخص بہت بڑا جاگیر دار ہے۔"

فلپ بولا: "میرے پاس اتنی رقم نہیں ہے میں نے اسے کہا بھی ہے کہ میں تھوڑی تھوڑی کر کے رقم واپس کر دوں گا مگر وہ دھمکی دے گیا ہے کہ اگر کل تک اس کی رقم ادا نہ کی گئی تو وہ مجھے اس مکان سے بے دخل کر دے گا۔ یہ مکان میں نے اس کی زمین پر بنایا ہے۔"

ناگ نے اس پُر سکون اور ایک دوسرے سے پیار کرنے والے کنبے کی مدد کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اس نے رقم پوچھی تو معلوم ہوا کہ کوئی ایک لاکھ روپے کے قریب تھی۔

ناگ نے کہا:

"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں بھائی فلپ مونا میری بہن ہے اور میں اپنی بہن کا گھر اجڑتا نہیں دیکھ سکتا۔ میں تمہیں آج ہی رات یہ رقم لا دوں گا۔"

مونا اور فلپ حیران ہو کر ناگ کا منہ تکنے لگے:

"تم — تم اتنی رقم کہاں سے لاؤ گے بھائی، تم

تو خود اس شہر میں اجنبی ہو۔"

ناگ نے کہا:

"اس کی تم فکر نہ کرو۔ میں چاہے جہاں سے بھی لاؤں لیکن یقین رکھو۔ یہ رقم چوری کی نہیں ہو گی۔ تم یہ بتاؤ کہ یہاں کوئی پرانا قلعہ ہے؟"

فلپ نے کہا:

"ہاں۔ شہر سے باہر قلعے کا ایک کھنڈر ہے۔ مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو؟"

ناگ بولا: "بات دراصل یہ ہے کہ وہاں ایک خفیہ خزانہ ہے جس کا مجھے علم ہے۔ میں تمہیں اس خزانے میں سے کچھ جواہرات لا کر دے دوں گا جن کو بیچ کر تم اپنا قرض ادا کر لینا۔ لیکن وعدہ کرو کہ تم کبھی اس قلعے کا رُخ نہیں کرو گے۔"

فلپ نے جواب دیا:

"نہیں — میں وعدہ کرتا ہوں۔ مگر مجھے یقین نہیں آ رہا کہ قلعے میں کوئی خزانہ بھی ہو گا۔ وہ تو اس قدر آسیبی اور ڈراؤنا قلعہ ہے کہ کوئی دن کے وقت بھی ادھر کا رُخ نہیں کرتا۔"

ناگ مسکرایا: "یہ باتیں تم مجھ پر چھوڑ دو۔ مجھے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قلعے کا راستہ بتاؤ۔ میں ابھی وہاں جاتا ہوں۔"
فلپ اور اس کی بیوی مونا کو اب بھی یہی احساس
تھا کہ ناگ ان سے مذاق کر رہا ہے یا یونہی ان کا دل
بہلانے کی کوشش کر رہا ہے۔ انہوں نے ناگ کو قلعے
کا پتہ بتا دیا۔
ناگ اُٹھ کھڑا ہوا:
"میں تھوڑی دیر میں قلعے سے ہو کر آتا ہوں۔"
ناگ چلا گیا تو فلپ نے اپنی بیوی سے کہا:
"مجھے تو یہ شخص کوئی سرپھرا لگتا ہے۔"
مونا نے آہستہ سے کہا:
"فلپ! مجھے لگتا ہے کہ اس شخص میں کوئی
غیر معمولی طاقت ہے۔ نہیں تو یہ مجھے کاؤنٹ
کے بند قلعے سے بچا کر نہیں لے جا سکتا تھا۔"
فلپ نے خاموشی سے سر جھکا دیا۔
ناگ رات کے ٹھٹھرتے اندھیرے اور موت ایسے
سناٹے میں پرانے قلعے کے کھنڈر میں آ گیا۔ قلعہ واقعی
ٹوٹا پھوٹا اور خستہ حالت میں تھا۔ ایٹمی جنگ نے
اس کی دیواروں کو گرا دیا تھا۔ کہیں کہیں ایک آدھ
ستون کھڑا تھا۔ ناگ قلعہ کے کھنڈر کے وسط میں آ
گیا۔ اس نے ایک ٹوٹے ہوئے چبوترے پر بیٹھتے

ہوئے کسی سانپ کو آواز دی۔ اسے یقین تھا کہ وہاں
ضرور کوئی نہ کوئی خزانہ دبا ہوا ہو گا اور اس کی خزانے
کی حفاظت کوئی سانپ کر رہا ہو گا جیسا کہ پہلے بھی
ہوتا آیا تھا۔
ناگ نے دو تین بار آواز دی۔ کسی سانپ نے وہاں
جواب نہ دیا۔ ناگ نے سوچا کہ ہو سکتا ہے۔ اس کھنڈر
میں کوئی سانپ نہ رہتا ہو۔ جانے سے پہلے اس نے
ایک بار پھر آواز دی تو اسے گھپ اندھیرے میں ایک
ستون کے پیچھے دو چمکتی ہوئی زرد السانی آنکھیں نظر
آئیں۔ یہ آنکھیں تھوڑی دیر تک ناگ کو دیکھتی رہیں
پھر غائب ہو گئیں۔
ناگ نے سانپ کو پکارا۔
"میں عظیم ناگ دیوتا ہوں۔ اگر تم یہاں ہو تو
میرے سامنے آؤ!"
ستون کے پیچھے نظر آنے والی آنکھیں غائب ہو گئیں۔
پھر اندھیرے میں ایک تین فٹ لمبا کالا سانپ زمین پر
تھوڑا سا پھن اٹھائے رینگتا ہوا ناگ کے سامنے آ کر
ادب سے بولا:
"مقدس ناگ دیوتا! میں آپ کی کیا خدمت
کر سکتا ہوں؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے کہا:

"اگر اس کھنڈر میں کوئی خزانہ دفن ہے تو مجھے اس میں سے کچھ قیمتی جواہرات لا کر دو۔"

کالے سانپ نے سر جھکا کر کہا:

"جو حکم میرے دیوتا۔ ابھی لاتا ہوں۔"

اس کالے سانپ کی لمبی لمبی مونچھیں بھی تھیں۔ جب سانپ چلا گیا تو ناگ نے اندھیرے میں ستون کے پیچھے پھر انہی زرد آنکھوں کو دیکھا جو اسے گھور رہی تھیں۔ ناگ اٹھ کر ستون کے پاس گیا۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ واپس آ رہا تھا کہ اسے وہی زرد آنکھیں ایک بار پھر دکھائی دیں۔ اس دفعہ یہ آنکھیں ایک ٹوٹی ہوئی دیوار کے اوپر سے ناگ کو تک رہی تھیں۔

"کون ہو تم؟" ناگ نے آواز دی۔

زرد آنکھیں غائب ہو گئیں۔

- کیا یہ کسی آسیب کی آنکھیں تھیں؟
- ناگ کس ان جانی مصیبت میں پھنس گیا؟
- ماریا کیٹی اور تھیوسانگ کس دنیا میں اتر گئے؟
- عنبر پر کیا گذری اور ان کی ملاقات کیسے ہوئی؟

یہ آپ کو قسط نمبر ۱۰۹ غیبی شیشہ میں معلوم ہوگا۔

میرے نام

پیارے انکل اے حمید السلام وعلیکم!

میں جب بھی کوئی خط آپ کو لکھتا ہوں تو ہمیشہ پیارے انکل سے شروع کرتا ہوں۔ میں نے بہت کوشش کی کہ خط کسی اور طرح شروع کروں لیکن پھر آپ کے محبت اور خلوص سے بھرے ہوئے خطوط قلم بن کر میرے ہاتھ سے لفظ پیارے انکل لکھا دیتے ہیں۔

جب میں نے آپ سے خط و کتابت شروع کی تھی تو میں آٹھویں جماعت میں پڑھتا تھا اور اب ماشاء اللہ میٹرک کے امتحان کی تیاری کر رہا ہوں اور امید نہیں یقین ہے کہ اچھے نمبروں کے ساتھ پاس ہوں گا۔ اور انسان کو یقین اسی وقت ہوتا ہے جب اُسے اللہ پر کامل یقین اور اپنے اوپر مکمل اعتماد ہوتا ہے۔ آج تک میں نے کوئی ایسا مصنف نہیں دیکھا جو جب بھی کسی کو کوئی خط لکھے اس میں اُسے اپنی کہانیوں سے زیادہ اُسے اپنی پڑھائی کی طرف توجہ دلانے کی تلقین کرے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ نے جب بھی مجھے خط لکھا ہمیشہ مجھے پڑھنے کی تلقین کی۔ اور کبھی یہ نہیں کہا کہ میری لکھی ہوئی کتابیں پڑھا کرو۔ اور میں یہی پڑھا کروں۔

آپ واقعی اردو ادب میں ایک منفرد اسلوب لے کر آئے ہیں اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جب آپ نے ہمارے لیے یعنی بچوں کے لیے لکھنا شروع کیا تو اپنے اس اسلوب کو یہاں بھی برقرار رکھا۔

آپ نے اپنی ناولوں میں سائنس کی بڑی بڑی تھیوریوں کو بڑے مؤثر انداز میں بیان کیا ہے آپ کی ناولیں پڑھنے سے ہماری معلومات میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے اس کی ایک چھوٹی سی مثال یہ ہے کہ میرے IX کے امتحان میں ایک objective یہ آیا کہ بتائیے روشنی کی رفتار کتنی ہے اور یقین جانیے کہ میں نے آپ کی کسی ناول میں یہ پڑھ رکھا تھا کہ روشنی کی رفتار (ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ ہے) میں نے وہی لکھ دیا اور بالکل درست ہوا۔

اس کے علاوہ آپ نے اپنے ناولوں میں بڑے مؤثر انداز میں یہ تعلیم دی کہ مایوسی کفر ہے انسان کو ہمیشہ خدا تعالیٰ سے امید رکھنی چاہیے کیونکہ وہی ہمیں عزت اور ذلت دینے والا ہے۔

آپ کی عنبر ناگ سیریز کی کہانی (ماریا دوزخ میں) پڑھ کر میرے اندر انتہائی سے زیادہ تبدیلیاں رونما ہوئیں اور یہ پتہ چلا کہ یہ جو ہم چھوٹے چھوٹے کام کرتے ہیں اور انہیں کچھ اہمیت نہیں دیتے اس سے دوسروں کو کتنی تکلیف ہے اور ان کا انجام آخرت میں کیا ہے۔ اور آپ یقین جانیں کہ یہ ناول جب میں نے اپنے چند دوستوں کو پڑھنے کو دی تو پہلے تو انہوں نے کہا کہ چھوڑو میاں کون کہانیاں پڑھ کر وقت ضائع کرے لیکن جب میں نے انہیں ضد

کے دی تو پڑھ کر حد سے زیادہ شرمندہ ہوئے اور کہنے لگے واقعی یار اسے پڑھ کر معلوم ہوا ہے کہ یہ جو ہم چھوٹی موٹی غلطیاں تے ہیں اور انہیں غلطیاں نہیں سمجھتے اس کا آخرت میں کیا انجام ہے۔

اچھا ایک بات اور انکل وہ یہ کہ آپ کی کہانی عنبر ہوشیار میں ک صاحب نے میرے طلسم ہوش ربا کو پسند کرنے کی مخالفت کی ہے تو انکل آپ ہی بتائیے آپ کا اور طلسم ہوش ربا کا کیا مقابلہ وہ ک چیز ہے اور آپ الگ چیز لیکن پھر بھی فیض احمد فیضؔ مرحوم کے الفاظ کہ آپ کی کہانیاں طلسم ہوش ربا کی یاد دلاتی ہیں، بہت بڑی بات ہے۔ کیونکہ ملک کے نامور ادیب سید رئیس احمد جعفری (ندوی) مرحوم کے یہ الفاظ کہ:

طلسم ہوش ربا ایک مستقل کلچر ہے۔ ایک مستقل ثقافت ہے اس میں زبان کی باریکیاں ہیں۔ محاورات کی نزاکتیں ہیں۔ فصاحت و بلاغت کی شیوہ طرازیاں ہیں۔ جنگی محاورات و مصطلحات ہیں روانی کلام ہے۔ شگفتگی بیان ہے۔ شوخی اور بذلہ سنجی ہے۔ پہلوانوں کے داؤ پیچ ہیں۔ محلات کی کوثر میں دھلی ہوئی زبان ہے۔

اور آپ یقین جانیے کہ طلسم ہوش ربا کے بعد اگر کوئی شخص یہ سب خوبیاں دیکھنا چاہے تو وہ آپ کی ناولوں میں نظر آجائے گا۔ جبھی تو فیض احمد فیضؔ نے اسے طلسم ہوش ربا کی یاد دلانا کہا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہے۔ اور یہ ایک بہت بڑا اعزاز ہے جو آپ کو نصیب ہوا ہے۔
آپ کی تحریر طلسم ہوشربا کا مقابلہ کر سکے۔
اچھا انکل اب اجازت دیں کیونکہ میں نے پہلے ہی آپ کا اتنا زیادہ وقت لے لیا ہے اور آپ یہ سوچ رہے ہوں گے کہ یہ کیا لے ٹکا سا خط لکھ بھیجا ہے کہ ختم ہی نہیں ہو پا رہا۔

فقط آپکا پرستار، ملنے کا متمنی، چاہنے والا۔

سید سلمان سلیم ۸/۹، ۲۷ عزیز آباد، فیڈرل بی ایریا کراچی نمبر ۳۸۔

میرے پیارے انکل السلام علیکم! کے بعد عرض ہے آپ کا خوشبو سے بھرا ہوا خط ملا پڑھ کر بے حد خوشی ہوئی کہ بیان نہیں کر سکتا یاد کرنے کا شکریہ۔ میں نے آپ کی کہانی ماریا دوزخ میں اور خلائی کمرہ پڑھی پڑھ کر بے حد خوشی ہوئی کہ آپ جیسے اچھے کہانیاں لکھنے والے اور کوئی نہیں انکل میں آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں ویسے آپ اگر میرے گھر آئیں تو مجھے بے حد خوشی ہوگی کہ میں بیان نہیں کر سکتا
مجھے آپ کی کہانی پرانے قلعے کی فائل ٹھنڈی موت کا ہاتھ پڑھی جس کو میرے چھوٹے بہن بھائیوں نے بے حد پسند کیا اور آپ کی تعریف بھی کی۔ انکل آپ خلائی گھڑی کے قیدی کب لکھنا شروع کر رہے ہیں۔
انکل آپ لکھیں کہ کب آ رہے ہیں اور خط میں مجھے جواب دیں۔ میرے گھر کے ٹیلی فون کا نمبر ۶۰۶ ہے۔ اس نمبر پر ٹیلی فون کر کے کہیں کہ کرنل عابد کے گھر ملا دیں وہ آپ کی بات میرے گھر کروا دیں گے میں آپ کو وہاں دوپہر ۳ بجے سے شام ۹ بجے تک مل سکوں گا۔
اچھا انکل اب اجازت دیں۔ خدا حافظ

ساجد حسین S/O لیفٹیننٹ کرنل اے ایچ عابد صاحب ای ۳۲۷/۳۲۸
نیو سپر ٹاؤن لاہور چھاؤنی۔

پیارے انکل اے حمید صاحب! السلام علیکم

امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے اور ہمارے لیے اچھی اچھی کہانیاں لکھنے میں مصروف ہوں گے آپ کا خط ملا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی انکل میں آٹھویں جماعت میں پڑھتا ہوں اور اب میرے امتحان ہو رہے ہیں اس لیے خط ذرا دیر سے لکھ رہا ہوں اب بھی بڑی مشکل سے وقت نکال کر آپ کو خط لکھ رہا ہوں کل میرا انگریزی کا پرچہ ہے آپ دعا کریں کہ میں تمام مضامین میں پاس ہو جاؤں۔
میں نے عنبر ناگ ماریا کی کتنی ہی کتابیں پڑھ لی ہیں۔ میری یہ دعا ہے کہ آپ ہمیشہ سدا سلامت رہیں اور ہمارے لیے اچھے اچھے ناول لکھتے رہیں۔

آپکا پیارا ساتھی

شکیل احمد مکان نمبر ۳۶ خضر پارک حبیب اللہ روڈ لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بخدمت جناب اے حمید صاحب۔ آداب

ڈیئر انکل آپ کے ناول ملے بہت اچھے تھے خاص کر خلا کی پہلی قسط عنبر ہوشیار تو بہت ہی پسند آیا اور اس کے بعد خلائی جہاز کی ممی اور غیبی خلائی شیطان تو بہت ہی اچھا تھا باقی انکل میری تو آپ سے ایک التجا ہے آپ ہر مہینے ۳ یا ۴ ناول ضرور لکھا کریں کیونکہ آپ مزید انتظار نہیں ہوتا۔ انکل آپ کی داد دیتا ہوں کہ آپ نے اتنی اچھی اور تاریخ کی پُراسرار داستان بیان کی کہ جس کی وجہ سے رہتی دنیا تک پڑھنے والے آپ کو اور موت کے تعاقب کو محبت اور چاہت سے یاد کیا کریں گے۔ باقی انکل میرے خط کا جواب دینا نہ بھولیے گا۔

فقط والسلام

افتخار احمد مونا کچی آبادی مکان نمبر F ۳۸/۲ بیگم پورہ محمود آباد لاہور ۹

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

۱۰۱ خلائی جہاز کی ممی ۴/۵۰

۱۰۲ غیبی خلائی شیطان ۴/۵۰

۱۰۳ ماریا دوزخ میں ۴/۵۰

۱۰۴ خلائی کمرہ ۴/۵۰

۱۰۵ مردوں کا سیارہ ۴/۵۰

۱۰۶ خونخوار انسانی لومڑی ۴/۵۰

۱۰۷ خطرناک طلسمی روشنی ۴/۵۰

۱۰۸ ہیبت ناک قلعہ ۴/۵۰

۱۰۹ غیبی شیشہ ۴/۵۰

۱۱۰ ماتا دیوی کا گدھ ۴/۵۰

۱۱۱ آدھی عورت آدھا سانپ ۴/۵۰

۱۱۲ خلائی مخلوق

عنبر ناگ ماریا کیپٹن اور خلا میں

اے حمید

اقرا

نیا مکتبہ اقرا

۱۴۔ بی شاہ عالم مارکیٹ ۔ لاہور ۔ ۸